قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ

کہا وف۱۵۹ میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے ف۱۶۰ کہا اس کے بعد

عَنْ شَیْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾

میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا بےشک میری طرف سے تمہارا عذر پورا ہوچکا

فَانْطَلَقَا ٚ وقفة حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ِۣاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے و۱۶۱ ان دہقانوں (کسانوں) سے کھانا مانگا تو انھوں نے انھیں دعوت

یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ

دینی قبول نہ کی و۱۶۲ پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے اس بندہ نے و۱۶۳ اسے سیدھا کردیا موسیٰ نے کہا

شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِكَ ۚ

تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے و۱۶۴ کہا یہ و۱۶۵ میری اور آپ کی جدائی ہے

سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِیْنَةُ

اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر (بھید) بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا و۱۶۶ وہ جو کشتی تھی

فَكَانَتْ لِمَسٰكِیْنَ یَعْمَلُوْنَ فِی الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا وَ كَانَ

وہ کچھ محتاجوں کی تھی و۱۶۷ کہ دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں اور ان کے

وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ یَّاْخُذُ كُلَّ سَفِیْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ

پیچھے ایک بادشاہ تھا و۱۶۸ کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا و۱۶۹ اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ

مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّ كُفْرًا ﴿۸۰﴾ ۚ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ

مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھاوے ف۱۷۰ تو ہم نے چاہا کہ

و۱۵۹ حضرت خضر نے کہا اے موسیٰ! ف۱۶۰ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے و۱۶۱ حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ اس گاؤں سے مراد انطاکیہ ہے۔ وہاں ان حضرات نے و۱۶۲ اور میزبانی پر آمادہ نہ ہوئے۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ وہ بستی بہت بدتر ہے جہاں مہمانوں کی میزبانی نہ کی جائے۔ و۱۶۳ یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے اپنا دستِ مبارک لگا کر اپنی کرامت سے و۱۶۴ کیونکہ یہ ہماری تو حاجت کا وقت ہے اور بستی والوں نے ہماری کچھ مُدارات (خاطر تواضع) نہیں کی ایسی حالت میں ان کا کام بنانے پر اجرت لینا مناسب تھا! اس پر حضرت خضر نے و۱۶۵ وقت یا اس مرتبہ کا انکار۔ و۱۶۶ اور ان کے اندر جو راز تھے ان کا اظہار کردوں گا۔ و۱۶۷ جو دس بھائی تھے ان میں پانچ تو اپاہج تھے جو کچھ نہیں کر سکتے تھے اور پانچ تندرست تھے جو و۱۶۸ کہ انہیں واپسی میں اس کی طرف گذرنا ہوتا، اس بادشاہ کا نام جُلَنْدی تھا، کشتی والوں کو اس کا حال معلوم نہ تھا اور اس کا طریقہ یہ تھا و۱۶۹ اور اگر عیب دار ہوتی چھوڑ دیتا، اس لیے میں نے اس کشتی کو عیب دار کردیا کہ وہ ان غریبوں کے لیے بچ رہے۔ ف۱۷۰ اور وہ اس کی محبت میں دین سے پھر جائیں اور گمراہ ہوجائیں اور حضرت خضر کا یہ اندیشہ اس سبب

يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَ اَمَّا الْجِدَارُ

ان دونوں کا رب اس سے بہتر ف۱۷۱ ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے ف۱۷۲ رہی وہ دیوار

فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا

وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی ف۱۷۳ اور اس کے نیچے اُن کا خزانہ تھا ف۱۷۴ اور ان کا باپ

صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖۗ

نیک آدمی تھا ف۱۷۵ تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں ف۱۷۶ اور اپنا خزانہ نکالیں

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ

آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا ف۱۷۷ یہ پھیر (بھید) ہے ان باتوں کا

تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ؕ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا

جس پر آپ سے صبر نہ ہوسکا ف۱۷۸ اور تم سے ف۱۷۹ ذوالقرنین کو پوچھتے ہیں ف۱۸۰ تم فرماؤ میں تمہیں اس کا

سے تھا کہ وہ باِعلامِ الٰہی (اللہ تعالیٰ کے خبر دینے کی وجہ سے) اس کے حالِ باطن کو جانتے تھے۔حدیث مسلم میں ہے کہ یہ لڑکا کافر ہی پیدا ہوا تھا۔امام سبکی نے فرمایا کہ حالِ باطن جان کر بچے کو قتل کر دینا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے، انہیں اس کی اجازت تھی، اگر کوئی ولی کسی بچے کے ایسے حال پر مطلع ہو تو اس کو قتل جائز نہیں ہے۔کتاب عرائس میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے فرمایا کہ تم نے ستھری جان کو قتل کر دیا تو یہ انہیں گراں گذرا، اور انہوں نے اس لڑکے کا کندھا توڑ کر اس کا گوشت چیرا تو اس کے اندر لکھا ہوا تھا: کافر ہے، کبھی اللہ پر ایمان نہ لائے گا۔(جمل) ف۱۷۱ بچہ گناہوں اور نجاستوں سے پاک اور ف۱۷۲ جو والدین کے ساتھ طریق ادب وحسنِ سلوک اور مَوَدّت (پیار) ومحبت رکھتا ہو۔مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بیٹی عطا کی جو ایک نبی کے نکاح میں آئی اور اس سے نبی پیدا ہوئے جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے ایک اُمت کو ہدایت دی۔ بندے کو چاہئے کہ اللہ کی قضا پر راضی رہے اسی میں بہتری ہوتی ہے۔ ف۱۷۳ جن کے نام اَصرَم اور صَرِیم تھے۔ ف۱۷۴ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اس دیوار کے نیچے سونا، چاندی مدفون تھا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ اس میں سونے کی ایک تختی تھی، اس پر ایک طرف لکھا تھا: اس کا حال عجیب ہے جسے موت کا یقین ہو اس کو خوشی کس طرح ہوتی ہے! اس کا حال عجیب ہے جو قضا وقدر کا یقین رکھے اس کو غصہ کیسے آتا ہے! اس کا حال عجیب ہے جسے رزق کا یقین ہو وہ کیوں تعب (مشقت) میں پڑتا ہے! اس کا حال عجیب ہے جسے حساب کا یقین ہو وہ کیسے غافل رہتا ہے! اس کا حال عجیب ہے جس کو دنیا کے زوال وتغیر کا یقین ہو وہ کیسے مطمئن ہوتا ہے! اور اس کے ساتھ لکھا تھا: لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور دوسری جانب اس لوح (تختی) پر لکھا تھا: میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں یکتا ہوں میرا کوئی شریک نہیں، میں نے خیر و شر پیدا کی۔اُس کے لیے خوشی جسے میں نے خیر کے لیے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر خیر جاری کی۔اُس کے لیے تباہی جس کو شر کے لیے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر شر جاری کی۔ ف۱۷۵ اس کا نام کاشح تھا اور یہ شخص پرہیزگار تھا۔حضرت محمد ابن مُنکَدِر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اس کی اولاد کو اور اس کی اولاد کی اولاد کو اور اس کے کنبہ والوں کو اور اس کے محلّہ داروں کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔(سبحان اللہ) ف۱۷۶ اور ان کی عقل کامل ہو جائے اور وہ قوی و توانا ہو جائیں۔ ف۱۷۷ بلکہ بامرِ الٰہی واِلہام خداوندی کیا۔ ف۱۷۸ بعضے لوگ ولی کو نبی پر فضیلت دے کر گمراہ ہو گئے اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ حضرت موسیٰ کو حضرت خضر سے علم حاصل کرنے کا حکم دیا گیا باوجودیکہ حضرت خضر ولی ہیں اور درحقیقت ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفرِ جلی ہے اور حضرت خضر نبی ہیں اور اگر ایسا نہ ہو جیسا کہ بعض کا گمان ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ابتلاء ہے۔علاوہ بریں یہ کہ اہلِ کتاب اس کے قائل ہیں کہ یہ حضرت موسیٰ پیغمبر بنی اسرائیل کا واقعہ ہی نہیں بلکہ موسیٰ بن ماثان کا واقعہ ہے اور ولی تو نبی پر ایمان لانے سے مرتبۂ ولایت پر پہنچتا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ نبی سے بڑھ جائے۔(مدارک) اکثر علماء اس پر ہیں اور مشائخ صوفیہ واصحابِ عرفان کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔شیخ ابو عَمرو بن صلاح نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا کہ حضرت خضر جمہور علماء وصالحین کے نزدیک زندہ ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت خضر والیاس دونوں زندہ ہیں اور ہر سال زمانۂ حج میں ملتے ہیں۔

عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ

مذکور پڑھ کر سناتا ہوں بے شک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا

شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

ایک سامان عطا فرمایا ف۱۸۱ تو وہ ایک سامان کے پیچھے چلا ف۱۸۲ یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا اُسے ایک سیاہ

تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۬ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ

کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتا پایا ف۱۸۳ اور وہاں ف۱۸۴ ایک قوم ملی ف۱۸۵ ہم نے فرمایا اے ذوالقرنین

اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ

یا تو تو انھیں سزا دے ف۱۸۶ یا اُن کے ساتھ بھلائی اختیار کرے ف۱۸۷ عرض کی کہ وہ جس نے ظلم کیا ف۱۸۸

فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَ اَمَّا

اسے تو ہم عنقریب سزا دیں گے ف۱۸۹ پھر اپنے رب کی طرف پھیرا جائے گا ف۱۹۰ وہ اسے بُری مار دے گا اور

مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨ الْحُسْنٰى ۚ وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا

جو ایمان لایا اور نیک کام کیا تو اُس کا بدلہ بھلائی ہے ف۱۹۱ اور عنقریب ہم اسے آسان کام

یہ بھی منقول ہے کہ حضرت خضر نے چشمۂ حیات میں غسل فرمایا اور اس کا پانی پیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (خازن) ف۱۷۹ ابوجہل وغیرہ کفارِ مکہ یا یہود بہ طریقِ امتحان۔ ف۱۸۰ ذوالقرنین کا نام اِسکندر ہے، یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں، انہوں نے اِسکندرِیّہ بنایا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا، حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور صاحبِ لِواء (پرچم اٹھانے والے) تھے۔ دنیا میں ایسے چار بادشاہ ہوئے ہیں جو تمام دنیا پر حکمران تھے:۔ دو مؤمن: حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہما السلام، اور دو کافر: نمرود اور بخت نصر، اور عنقریب ایک پانچویں بادشاہ اور اس امت سے ہونے والے ہیں جن کا اسمِ مبارک حضرت امام مہدی ہے، ان کی حکومت تمام روئے زمین پر ہوگی، ذوالقرنین کی نبوت میں اختلاف ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ نہ نبی تھے نہ فرشتے، اللہ سے محبت کرنے والے بندے تھے اللہ نے انہیں محبوب بنایا۔ ف۱۸۱ جس چیز کی خلق کو حاجت ہوتی ہے اور جو کچھ بادشاہوں کو دِیار واَمصار (بستیوں اور شہروں کے) فتح کرنے اور دشمنوں کے مُحارَبہ (لڑائی ومعرکہ) میں درکار ہوتا ہے وہ سب عنایت کیا۔ ف۱۸۲ ''سبب'' وہ چیز ہے جو مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہو خواہ وہ علم ہو یا قدرت، تو ذوالقرنین نے جس مقصد کا ارادہ کیا اسی کا سبب اختیار کیا۔ ف۱۸۳ ذوالقرنین نے کتابوں میں دیکھا تھا کہ اولادِ سام میں سے ایک شخص چشمۂ حیات سے پانی پیئے گا اور اس کو موت نہ آئے گی یہ دیکھ کر وہ چشمۂ حیات کی طلب میں مغرب ومشرق کی طرف روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت خضر بھی تھے، وہ تو چشمۂ حیات تک پہنچ گئے اور انہوں نے پی بھی لیا مگر ذوالقرنین کے مقدر میں نہ تھا انہوں نے نہ پایا، اس سفر میں جانب مغرب روانہ ہوئے تو جہاں تک آبادی ہے وہ سب منازِل قطع کر ڈالے اور سمتِ مغرب میں وہاں پہنچے جہاں آبادی کا نام ونشان باقی نہ رہا، وہاں انہیں آفتاب وقتِ غروب ایسا نظر آیا گویا کہ وہ سیاہ چشمہ میں ڈوبتا ہے جیسا کہ دریائی سفر کرنے والے کو پانی میں ڈوبتا معلوم ہوتا ہے۔ ف۱۸۴ اس چشمہ کے پاس ف۱۸۵ جو شکار کیے ہوئے جانوروں کے چمڑے پہنے تھے، اس کے سوا ان کے بدن پر اور کوئی لباس نہ تھا اور دریائی مردہ جانور ان کی غذا تھے، یہ لوگ کافر تھے۔ ف۱۸۶ اور ان میں سے جو اسلام میں داخل نہ ہو اس کو قتل کر دے ف۱۸۷ اور انہیں احکامِ شرع کی تعلیم دے اگر وہ ایمان لائیں ف۱۸۸ یعنی کفر وشرک اختیار کیا، ایمان نہ لایا ف۱۸۹ قتل کریں گے۔ یہ تو اس کی دنیوی سزا ہے ف۱۹۰ قیامت میں ف۱۹۱ یعنی جنت۔

يُسْرًا ؕ﴿٨٨﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

کہیں گے ف۱۹۲ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا ف۱۹۳ یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا اُسے ایسی

تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۙ﴿٩٠﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا

قوم پر نکلتا پایا جن کے لیے ہم نے سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی ف۱۹۴ بات یہی ہے اور جو کچھ اس کے

بِمَا لَدَیْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ

پاس تھا ف۱۹۵ سب کو ہمارا علم محیط ہے ف۱۹۶ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا ف۱۹۷ یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا

وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوْا

اُن سے ادھر کچھ ایسے لوگ پائے کہ کوئی بات سمجھتے معلوم نہ ہوتے تھے ف۱۹۸ انھوں نے کہا

یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ

اے ذوالقرنین بے شک یاجوج و ماجوج ف۱۹۹ زمین میں فساد مچاتے ہیں تو کیا

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ

ہم آپ کے لیے کچھ مال مقرر کردیں اس پر کہ آپ ہم میں اور اُن میں ایک دیوار بنادیں ف۲۰۰ کہا وہ جس پر مجھے میرے

فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ۙ﴿٩٥﴾

رب نے قابو دیا ہے بہتر ہے ف۲۰۱ تو میری مدد طاقت سے کرو ف۲۰۲ میں تم میں اور اُن میں ایک مضبوط آڑ بنادوں ف۲۰۳

اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ

میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ ف۲۰۴ یہاں تک کہ وہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کردی کہا دھونکو

ف۱۹۲ اور اس کو ایسی چیزوں کا حکم دیں گے جو اس پر سہل ہوں، دشوار نہ ہوں۔ اب ذوالقرنین کی نسبت ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ وہ ف۱۹۳ جانبِ مشرق میں ف۱۹۴ اس مقام پر جس کے اور آفتاب کے درمیان کوئی چیز پہاڑ درخت وغیرہ حائل نہ تھی نہ وہاں کوئی عمارت قائم ہوسکتی تھی اور وہاں کے لوگوں کا یہ حال تھا کہ طلوعِ آفتاب کے وقت غاروں میں گھس جاتے تھے اور زوال کے بعد نکل کر اپنا کام کاج کرتے تھے۔ ف۱۹۵ فوج، لشکر، آلاتِ حرب، سامانِ سلطنت اور بعض مفسرین نے فرمایا: سلطنت و ملک داری کی قابلیت اور امورِ مملکت کے سرانجام کی لیاقت ف۱۹۶ مفسرین نے ''کَذٰلِکَ'' کے معنی میں یہ بھی کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ذوالقرنین نے جیسا مغربی قوم کے ساتھ سلوک کیا تھا ایسا ہی اہلِ مشرق کے ساتھ بھی کیا کیونکہ یہ لوگ بھی ان کی طرح کافر تھے تو جو ان میں سے ایمان لائے ان کے ساتھ احسان کیا اور جو کفر پر مُصِرّ (اَڑے) رہے ان کو تعذیب کی۔ ف۱۹۷ جانبِ شمال میں۔ (خازن) ف۱۹۸ کیونکہ ان کی زبان عجیب و غریب تھی، ان کے ساتھ اشارہ وغیرہ کی مدد سے بہ مشقت بات کی جاسکتی تھی۔ ف۱۹۹ یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے فسادی گروہ ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، زمین میں فساد کرتے تھے، ربیع کے زمانے میں نکلتے تھے تو کھیتیاں اور سبزے سب کھا جاتے تھے، کچھ نہ چھوڑتے تھے اور خشک چیزیں لاد کرلے جاتے تھے، آدمیوں کو کھا لیتے تھے، درندوں وحشی جانوروں سانپوں بچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے، حضرت ذوالقرنین سے لوگوں نے ان کی شکایت کی کہ وہ ف۲۰۰ تاکہ وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں اور ہم ان کے شر و ایذا سے محفوظ رہیں ف۲۰۱ یعنی اللہ کے فضل سے میرے پاس مالِ کثیر اور ہر قسم کا سامان موجود ہے تم سے کچھ لینے کی حاجت نہیں ف۲۰۲ اور جو کام میں بتاؤں وہ انجام دو ف۲۰۳ ان لوگوں نے

حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ ؕ فَمَا اسْطَاعُوْۤا

یہاں تک کہ جب اُسے آگ کر دیا کہا لاؤ میں اس پر گلا ہوا تانبہ اونڈیل دوں تو یاجوج و ماجوج

اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ

اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے کہا ف۲۰۵ یہ میرے رب کی رحمت ہے

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ ؕ وَتَرَكْنَا

پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا ف۲۰۶ اُسے پاش پاش کردے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے ف۲۰۷ اور اس دن ہم انھیں

بَعْضَهُمْ یَوْمَىٕذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ ۙ وَّ

چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر ریلا دے گا اور صور پھونکا جائے گا ف۲۰۸ تو ہم ان سب کو ف۲۰۹ اکٹھا کر لائیں گے اور

عَرَضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَىٕذٍ لِّلْكٰفِرِیْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾ ۙ الَّذِیْنَ كَانَتْ اَعْیُنُهُمْ فِیْ

ہم اس دن جہنم کافروں کے سامنے لائیں گے ف۲۱۰ وہ جن کی آنکھوں پر میری

غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِیْ وَكَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ ع اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ

یاد سے پردہ پڑا تھا ف۲۱۱ اور حق بات سن نہ سکتے تھے ف۲۱۲ تو کیا کافر

ع ۱۱ ۱۹ ۲

كَفَرُوْۤا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْۤ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ

یہ سمجھے ہیں کہ میرے بندوں کو ف۲۱۳ میرے سوا حمایتی بنالیں گے ف۲۱۴ بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی

عرض کیا پھر ہمارے متعلق کیا خدمت ہے فرمایا: ف۲۰۴ اور بنیاد کھدوائی جب پانی تک پہنچی تو اس میں پتھر پگھلائے ہوئے تانبے سے جمائے گئے اور لوہے کے تختے اوپر نیچے چن کر ان کے درمیان لکڑی اور کوئلہ بھروادیا اور آگ دے دی اس طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کردی گئی اور دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی جگہ نہ چھوڑی گئی، اوپر سے پگھلایا ہوا تانبا دیوار میں پلا دیا گیا یہ سب مل کر ایک سخت جسم بن گیا ف۲۰۵ ذوالقرنین نے کہ ف۲۰۶ اور یاجوج ماجوج کے خُروج کا وقت آ پہنچے گا قریبِ قیامت ف۲۰۷ حدیث شریف ہے کہ یاجوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر محنت کرتے کرتے جب اس کے توڑنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان میں کوئی کہتا ہے: اب چلو باقی کل توڑ لیں گے۔ دوسرے روز جب آتے ہیں تو وہ بحکمِ الٰہی پہلے سے زیادہ مضبوط ہوجاتی ہے، جب ان کے خروج کا وقت آئے گا تو ان میں کہنے والا کہے گا کہ اب چلو باقی دیوار کل توڑ لیں گے ان شآء اللّٰہ۔ "ان شآء اللّٰہ" کہنے کا یہ ثمرہ ہوگا کہ اس دن کی محنت رائیگاں نہ جائے گی اور اگلے دن انہیں دیوار اتنی ٹوٹی ملے گی جتنی پہلے روز توڑ گئے تھے۔ اب وہ نکل آئیں گے اور زمین میں فساد اٹھائیں گے، قتل وغارت کریں گے اور چشموں کا پانی پی جائیں گے، جانوروں درختوں کو اور جو آدمی ہاتھ آئیں گے ان کو کھا جائیں گے، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت المقدس میں داخل نہ ہوسکیں گے۔ اللّٰہ تعالیٰ بدُعائے حضرت عیسٰی علیہ السلام انہیں ہلاک کرے گا اس طرح کہ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہوں گے جو ان کی ہلاکت کا سبب ہوں گے۔ ف۲۰۸ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قربِ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ ف۲۰۹ یعنی تمام خَلق کو عذاب وثواب کے لیے روزِ قیامت ف۲۱۰ کہ اس کو صاف دیکھیں۔ ف۲۱۱ اور وہ آیاتِ الٰہیّہ اور قرآن وہدایت وبیان اور دلائلِ قدرت وایمان سے اندھے بنے رہے اور ان میں سے کسی چیز کو وہ نہ دیکھ سکے۔ ف۲۱۲ اپنی بدبختی سے رسول کریم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے ساتھ عداوت رکھنے کے باعث ف۲۱۳ مثل حضرت عیسٰی وحضرت عزیر وملائکہ کے ف۲۱۴ اور اس سے کچھ نفع پائیں گے یہ گمان فاسد ہے بلکہ وہ بندے ان سے بیزار ہیں اور بیشک ہم ان کے اس شرک پر عذاب کریں گے۔

لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ

کو جہنم تیار کر رکھی ہے تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں ۲۱۵ ان کے جن

ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ

کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی ۲۱۶ اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام

صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ

کررہے ہیں یہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا ۲۱۷ تو ان کا کیا دھرا سب

اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ

اکارت (ضائع) ہے تو ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے ۲۱۸ یہ ان کا بدلہ ہے جہنم اس

بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

پر کہ اُنھوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی بے شک جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اچھے کام کئے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے ۲۱۹ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے

لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ

ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے ۲۲۰ تم فرمادو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر

الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ

ختم ہوجائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اِس کی مدد کو لے آئیں ۲۲۱ تم فرماؤ ظاہر

---

۲۱۵ یعنی وہ کون لوگ ہیں جو عمل کر کے تھکے اور مشقتیں اٹھائیں اور یہ امید کرتے رہے کہ ان اعمال پر فضل ونوال سے نوازے جائیں گے مگر بجائے اس کے ہلاکت وبربادی میں پڑے۔ حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: وہ یہود ونصارٰی ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ وہ راہب لوگ ہیں جو صوامع (گرجوں) میں عزلت گزین (تنہا) رہتے تھے۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہلِ حروراء یعنی خوارِج ہیں۔ **۲۱۶** اور عمل باطل ہوگئے **۲۱۷** رسول وقرآن پر ایمان نہ لائے اور بعث (قیامت میں دوبارہ اُٹھائے جانے) وحساب وثواب وعذاب کے منکر رہے **۲۱۸** حضرت ابوسعید خدری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ روزِ قیامت بعضے لوگ ایسے اعمال لائیں گے جو اُن کے خیالوں میں مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے زیادہ بڑے ہوں گے لیکن جب وہ تولے جائیں گے تو ان میں وزن کچھ نہ ہوگا۔ **۲۱۹** حضرت ابوہریرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے: سیدعالم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ جب اللّٰہ سے مانگو تو فردوس مانگو! کیونکہ وہ جنتوں میں سب کے درمیان اور سب سے بلند ہے اور اس پر عرشِ رحمٰن ہے اور اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ حضرت کعب نے فرمایا کہ فردوس جنتوں میں سب سے اعلٰی ہے، اس میں نیکیوں کا حکم کرنے والے اور بدیوں سے روکنے والے عیش کریں گے۔ **۲۲۰** جس طرح دنیا میں انسان کیسی ہی بہتر جگہ ہو اس سے اور اعلٰی و اَرفَع کی طلب رکھتا ہے یہ بات وہاں نہ ہوگی کیونکہ وہ جانتے ہوں گے کہ فضلِ الٰہی سے انہیں بہت اعلٰی و اَرفَع مکان و مکانت (رہائش) حاصل ہے۔ **۲۲۱** یعنی اگر اللّٰہ تعالٰی کے علم وحکمت کے کلمات لکھے جائیں اور ان کے لیے تمام سمندروں کا پانی سیاہی بنا دیا جائے اور تمام خَلق

اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا

صورتِ بشری میں تو میں تم جیسا ہوں ؁۲۲۲ مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے ؁۲۲۳ تو جسے اپنے رب سے

لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

ملنے کی امید ہو اُسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے ؁۲۲۴

ع ۱۲/۳

اٰیاتها ۹۸ — ۱۹ سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ۴۴ — رکوعاتها ۶

سورۂ مریم مکیہ ہے، اس میں اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ف۱

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ

یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی جب اُس نے اپنے رب کو

لکھے تو وہ کلمات ختم نہ ہوں اور یہ تمام پانی ختم ہو جائے اور اتنا ہی اور بھی ختم ہو جائے۔ مُدَّعا یہ ہے کہ اس کے علم و حکمت کی نہایت (انتہا) نہیں۔ **شانِ نزول:** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہود نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کا خیال ہے کہ ہمیں حکمت دی گئی اور آپ کی کتاب میں ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی، پھر آپ کیسے فرماتے ہیں کہ تمہیں نہیں دیا گیا مگر تھوڑا علم؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب آیۃ ''وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا'' نازل ہوئی تو یہود نے کہا کہ ہمیں توریت کا علم دیا گیا اور اس میں ہر شے کا علم ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ مُدَّعا یہ ہے کہ کُل شے کا علم بھی علمِ الٰہی کے حضور قلیل ہے اور اتنی بھی نسبت نہیں رکھتا جتنی ایک قطرے کو سمندر سے ہو۔ ؁۲۲۲ کہ مجھ پر بشری اعراض و امراض طاری ہوتے ہیں اور صورت خاصہ میں کوئی بھی آپ کا مثل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن و صورت میں بھی سب سے اعلیٰ و بالا کیا اور حقیقت و روح و باطن کے اعتبار سے تو تمام انبیاء اوصافِ بشر سے اعلیٰ ہیں جیسا کہ شفاءِ قاضی عیاض میں ہے اور شیخ عبدالحق محدِّثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرحِ مشکوٰۃ میں فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے اَجسام و ظواہر تو حدِّ بشریت پر چھوڑے گئے اور ان کے اَرواح و بواطن بشریت سے بالا اور مَلَاءِ اعلیٰ سے متعلق ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ وَالضُّحٰى کی تفسیر میں فرمایا کہ آپ کی بشریت کا وجود اصلا نہ رہے اور غَلَبۂ انوارِ حق آپ پر عَلَى الدَّوَام حاصل ہو۔ بہر حال آپ کی ذات و کمالات میں آپ کا کوئی بھی مثل نہیں۔ اس آیتِ کریمہ میں آپ کو اپنی ظاہری صورت بشریہ کے بیان کا اظہار تواضع کے لیے حکم فرمایا گیا، یہی فرمایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے۔ (خازن) **مسئلہ:** کسی کو جائز نہیں کہ حضور کو اپنے مثل بشر کہے کیونکہ جو کلمات اصحاب عزت و عظمت بہ طریق تواضع فرماتے ہیں ان کا کہنا دوسروں کے لیے روا (جائز) نہیں ہوتا۔ دوئم یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فضائلِ جلیلہ و مراتبِ رَفیعہ عطا فرمائے ہوں اس کے ان فضائل و مراتب کا ذکر چھوڑ کر ایسے وصفِ عام سے ذکر کرنا جو ہر کہ ومہ (چھوٹے، بڑے، ادنیٰ و اعلیٰ) میں پایا جائے ان کمالات کے نہ ماننے کا مُشْعِر (اشارہ دیتا) ہے۔ سوئم یہ کہ قرآن کریم میں جا بجا کفار کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ انبیاء کو اپنے مثل بشر کہتے تھے اور اسی سے گمراہی میں مبتلا ہوئے۔ پھر اس کے بعد آیت ''يُوْحٰۤى اِلَىَّ'' میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مَخْصُوص بِالْعِلم اور مُکَرَّم عِنْدَاللہ (یعنی علوم کے ساتھ خاص ہونے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا) ہونے کا بیان ہے۔ ؁۲۲۳ اس کا کوئی شریک نہیں ؁۲۲۴ شرکِ اکبر سے بھی بچے اور ریاء سے بھی جس کو شرکِ اصغر کہتے ہیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کرے اللہ تعالیٰ اس کو فتنۂ دجال سے محفوظ رکھے گا، یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کو پڑھے وہ آٹھ روز تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ ف۱ سورۂ مریم مکیہ ہے، اس میں چھ رکوع، اٹھانوے آیتیں، سات سو اسی کلمے ہیں۔

نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا

آہستہ پکارا ف۲ عرض کی اے میرے رب میری ہڈی کمزور ہوگئی ف۳ اور سر سے بڑھاپے کا بھبھوکا پھوٹا (سفیدی ظاہر ہوئی) ف۴

وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآىٕكَ رَبِّ شَقِیًّا ﴿٤﴾ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ

اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا ف۵ اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے ف۶

وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ﴿٥﴾ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ

اور میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھالے ف۷ وہ میرا جانشین ہو اور اولادِ

مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۖۗ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ﴿٦﴾ یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب اُسے پسندیدہ کر ف۸ اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں

بِغُلٰمِ ﰳاسْمُهٗ یَحْیٰی ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰی

ایک لڑکے کی جن کا نام یحییٰ ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا عرض کی اے میرے رب میرے

یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا ﴿٨﴾

لڑکا کہاں سے ہوگا میری عورت تو بانجھ ہے اور میں بڑھاپے سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا ف۹

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ

فرمایا ایسا ہی ہے ف۱۰ تیرے رب نے فرمایا وہ مجھے آسان ہے اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے اس وقت بنایا

تَكُ شَیْـًٔا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

جب تو کچھ بھی نہ تھا ف۱۱ عرض کی اے میرے رب مجھے کوئی نشانی دے دے ف۱۲ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات دن لوگوں

ف۲ کیونکہ اِخفاء (آہستہ پکارنا) ریا سے دور اور اخلاص سے مَعمور ہوتا ہے، نیز یہ بھی فائدہ تھا کہ پیرانہ سالی (بڑھاپے) کی عمر میں جبکہ سن شریف پچھتر یا اَسّی برس کا تھا اولاد کا طلب کرنا اِحتمال رکھتا تھا کہ عوام اس پر ملامت کریں اس لیے بھی اس دعا کا اخفاء (آہستہ کرنا) مناسب تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ضُعفِ پیری (بڑھاپے کی کمزوری) کے باعث حضرت کی آواز بھی ضعیف ہوگئی تھی۔ (مدارک خازن) ف۳ یعنی پیرانہ سالی کا ضعف غایَت (انتہا) کو پہنچ گیا کہ ہڈی جو نہایت مضبوط عُضْو ہے اس میں کمزوری آگئی تو باقی اَعضا وقُویٰ (طاقت) کا حال محتاجِ بیان ہی نہیں۔ ف۴ کہ تمام سر سفید ہوگیا ف۵ ہمیشہ تو نے میری دعا قبول کی اور مجھے مُستجاب الدّعوات کیا۔ ف۶ چچازاد وغیرہ کا، کہ وہ شریر لوگ ہیں کہیں میرے بعد دین میں رَخنہ اندازی نہ کریں جیسا کہ بنی اسرائیل سے مشاہدہ میں آچکا ہے۔ ف۷ اور میرے علم کا حامِل (سنبھالنے والا) ہو۔ ف۸ کہ تو اپنے فضل سے اس کو نبوت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا: ف۹ یہ سوال اِستِبعاد (محال جان کر) نہیں بلکہ مقصود یہ دریافت کرنا ہے کہ عطائے فرزند کس طریقہ پر ہوگا کیا دوبارہ جوانی مَرحَمت ہوگی یا اسی حال میں فرزند عطا کیا جائے گا؟ ف۱۰ تمہیں دونوں سے لڑکا پیدا فرمانا منظور ہے ف۱۱ تو جو مَعدُوم کے موجود کرنے پر قادر ہے اس سے بڑھاپے میں اولاد عطا فرمانا کیا عجب ہے۔ ف۱۲ جس سے مجھے اپنی بی بی کے حاملہ ہونے کی مَعرفت ہو۔

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿۱۰﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ

تو تین رات دن لوگوں سے کلام نہ کرے بھلا چنگا ہوکر ف۱۳ تو اپنی قوم پر مسجد سے باہر آیا ف۱۴ تو اُنھیں اشارہ سے کہا

اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ﴿۱۱﴾ یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ

کہ صبح و شام تسبیح کرتے رہو ف۱۵ اے یحییٰ کتاب ف۱۶ مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں

صَبِیًّا ﴿۱۲﴾ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَ كَانَ تَقِیًّا ﴿۱۳﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ وَ

نبوت دی ف۱۷ اور اپنی طرف سے مہربانی ف۱۸ اور ستھرائی ف۱۹ اور کمال ڈر والا تھا ف۲۰ اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا اور

لَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ﴿۱۴﴾ وَ سَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَ یَوْمَ یَمُوْتُ وَ یَوْمَ

زبردست و نافرمان نہ تھا ف۲۱ اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن

یُبْعَثُ حَیًّا ﴿۱۵﴾ ع وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْیَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا

زندہ اٹھایا جائے گا ف۲۲ اور کتاب میں مریم کو یاد کرو ف۲۳ جب اپنے گھر والوں سے پورب (مشرق)

مَكَانًا شَرْقِیًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ قف فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا

کی طرف ایک جگہ الگ گئی ف۲۴ تو ان سے ادھر ف۲۵ ایک پردہ کر لیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا

ع ۵ ۱۵ وقف لازم

ف۱۳ صحیح سالم ہوکر بغیر کسی بیماری کے اور بغیر گونگا ہونے کے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان اَیّام میں آپ لوگوں سے کلام کرنے پر قادر نہ ہوئے جب اللّٰہ کا ذکر کرنا چاہتے زبان کھل جاتی۔ ف۱۴ جو اس کی نماز کی جگہ تھی اور لوگ پس محراب انتظار میں تھے کہ آپ ان کے لیے دروازہ کھولیں تو وہ داخل ہوں اور نماز پڑھیں جب حضرت زکریا علیہ السلام باہر آئے تو آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا، گفتگو نہیں فرما سکتے تھے، یہ حال دیکھ کر لوگوں نے دریافت کیا کیا حال ہے؟ ف۱۵ اور حسبِ عادت فجر و عصر کی نمازیں ادا کرتے رہو۔ اب حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے کلام نہ کرسکنے سے جان لیا کہ آپ کی بیوی صاحبہ حاملہ ہوگئیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت سے دو سال بعد اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ف۱۶ یعنی توریت کو ف۱۷ جبکہ آپ کی عمر شریف تین سال کی تھی اِس وقت میں اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو عقل کامل عطا فرمائی اور آپ کی طرف وحی کی، حضرتِ ابنِ عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کا یہی قول ہے اور اتنی سی عمر میں فہم و فراست اور کمال عقل و دانش خوارقِ عادات (کرامات) میں سے ہے اور جب بِکَرَمِهٖ تعالٰی (اللّٰہ تعالیٰ کے کرم سے) یہ حاصل ہو تو اس حال میں نبوت ملنا کچھ بھی بعید نہیں، لہٰذا اس آیت میں حکم سے نبوت مراد ہے، یہی قول صحیح ہے۔ بعض مفسرین نے اس سے حکمت یعنی فہمِ توریت (توریت کا جاننا) اور فقہ فی الدّین (دین میں سمجھ بوجھ) بھی مراد لی ہے۔ (خازن و مدارک کبیر) منقول ہے کہ اس کم سنی کے زمانہ میں بچوں نے آپ کو کھیل کے لیے بلایا تو آپ نے فرمایا: ''مَا لِلَّعِبِ خُلِقْنَا'' ہم کھیل کے لیے پیدا نہیں کئے گئے۔ ف۱۸ عطا کی اور ان کے دل میں رِقّت و رحمت رکھی کہ لوگوں پر مہربانی کریں۔ ف۱۹ حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ ''زکوٰۃ'' سے یہاں طاعت و اخلاص مراد ہے۔ ف۲۰ اور آپ خوفِ الٰہی سے بہت گریہ وزاری کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک پر آنسوؤں سے نشان بن گئے تھے۔ ف۲۱ یعنی آپ نہایت متواضع اور خَلِیق (تواضع کرنے والے اور خوب خوش اخلاق) تھے اور اللّٰہ تعالیٰ کے حکم کے مطیع۔ ف۲۲ کہ یہ تینوں دن بہت اندیشہ ناک ہیں کیونکہ ان میں آدمی وہ دیکھتا ہے جو اس سے پہلے اس نے نہیں دیکھا اس لیے ان تینوں موقعوں پر نہایت وحشت ہوتی ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا اِکرام فرمایا کہ انہیں ان تینوں موقعوں پر امن و سلامتی عطا کی۔ ف۲۳ یعنی اے سیّدِ انبیاء صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قرآن کریم میں حضرت مریم کا واقعہ پڑھ کر ان لوگوں کو سنایئے تاکہ انہیں ان کا حال معلوم ہو۔ ف۲۴ اور اپنے مکان میں یا بیت المقدس کی شرقی جانب میں لوگوں سے جدا ہوکر عبادت کے لیے خَلْوَت (تنہائی) میں بیٹھیں۔ ف۲۵ یعنی اپنے اور گھر والوں کے درمیان۔

رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ

روحانی بھیجا ف۲۶ وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں

اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ﳓ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا

اگر تجھے خدا کا ڈر ہے بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا

زَكِیًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا ﴿۲۰﴾

بیٹا دوں بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو نہ کسی آدمی نے ہاتھ لگایا نہ میں بدکار ہوں

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ

کہا یونہی ہے ف۲۷ تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ ف۲۸ مجھے آسان ہے اور اس لیے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی ف۲۹ کریں اور

رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا

اپنی طرف سے ایک رحمت ف۳۰ اور یہ کام ٹھہر چکا ہے ف۳۱ اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر اسے لیے ہوئے ایک دور جگہ

قَصِیًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ

چلی گئی ف۳۲ پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا ف۳۳ بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے

ف۲۶ جبریل علیہ السلام ف۲۷ یہی منظورِ الٰہی ہے کہ تمہیں بغیر مرد کے چھوئے ہی لڑکا عنایت فرمائے۔ ف۲۸ یعنی بغیر باپ کے بیٹا دینا ف۲۹ اور اپنی قدرت کی برہان (دلیل) ف۳۰ ان کے لیے جو اس کے دین کا اتباع کریں اس پر ایمان لائیں ف۳۱ علمِ الٰہی میں، اب نہ رد ہوسکتا ہے نہ بدل سکتا ہے۔ جب حضرت مریم کو اِطمینان ہوگیا اور ان کی پریشانی جاتی رہی تو حضرت جبریل نے ان کے گریبان میں یا آستین میں یا دامن میں یا منہ میں دم کیا اور وہ بقدرتِ الٰہی فی الحال حاملہ ہوگئیں، اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرہ سال یا دس کی تھی۔ ف۳۲ اپنے گھر والوں سے اور وہ جگہ بیتُ اللَّحم تھی۔ وہب کا قول ہے کہ سب سے پہلے جس شخص کو حضرت مریم کے حمل کا علم ہوا وہ ان کا چچازاد بھائی یوسف نجار ہے جو مسجد بیت المقدس کا خادم تھا اور بہت بڑا عابد شخص تھا، اس کو جب معلوم ہوا کہ مریم حاملہ ہیں تو نہایت حیرت ہوئی۔ جب چاہتا تھا کہ ان پر تہمت لگائے تو ان کی عبادت وتقویٰ، ہر وقت کا حاضر رہنا، کسی وقت غائب نہ ہونا، یاد کرکے خاموش ہوجاتا تھا اور جب حمل کا خیال کرتا تھا تو ان کو بَری سمجھنا مشکل معلوم ہوتا تھا! بالآخر اس نے حضرت مریم سے کہا کہ میرے دل میں ایک بات آئی ہے، ہر چند چاہتا ہوں کہ زبان پر نہ لاؤں مگر اب صبر نہیں ہوتا ہے، آپ اجازت دیجئے کہ میں کہہ گذروں تاکہ میرے دل کی پریشانی رفع (دور) ہو۔ حضرت مریم نے کہا کہ اچھی بات کہو! تو اس نے کہا کہ اے مریم! مجھے بتاؤ کہ کیا کھیتی بغیر تخم اور درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے ہوسکتا ہے؟ حضرت مریم نے فرمایا کہ ہاں، تجھے معلوم نہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلے کھیتی پیدا کی بغیر تخم ہی کے پیدا کی اور درخت اپنی قدرت سے بغیر بارش کے اگائے، کیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ پانی کی مدد کے بغیر درخت پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ یوسف نے کہا: میں یہ تو نہیں کہتا بے شک میں اس کا قائل ہوں کہ اللّٰہ ہر شے پر قادر ہے، جسے ''کُن'' فرمائے وہ ہوجاتی ہے۔ حضرت مریم نے کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی بی بی کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا! حضرت مریم کے اس کلام سے یوسف کا شُبہ رفع ہوگیا اور حضرت مریم حمل کے سبب سے ضعیف ہوگئیں تھیں اس لیے وہ خدمت مسجد میں ان کی نیابت انجام دینے لگا، اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو الہام کیا کہ وہ اپنی قوم سے علیحدہ چلی جائیں، اس لیے وہ بیتُ اللَّحم میں چلی گئیں۔ ف۳۳ جس کا درخت جنگل میں خشک ہوگیا تھا، وقت تیز سردی کا تھا، آپ اس درخت کی جڑ میں آئیں تاکہ اس سے ٹیک لگائیں اور فضیحت (رسوائی وبدنامی) کے اندیشہ سے۔

قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ

مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہوجاتی تو اسے ف۳۴ اس کے تلے سے پکارا کہ غم نہ کھا ف۳۵ بے شک

جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ

تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہادی ہے ف۳۶ اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی

عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَیْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ

پکی کھجوریں گریں گی ف۳۷ تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ ف۳۸ پھر اگر تو کسی

الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِیْۤ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ

آدمی کو دیکھے ف۳۹ تو کہہ دینا میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ

اِنْسِیًّا ۚ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا

کروں گی ف۴۰ تو اسے گود میں لیے اپنی قوم کے پاس آئی ف۴۱ بولے اے مریم بے شک تو نے بہت

فَرِیًّا ﴿۲۷﴾ یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ

بڑی بات کی اے ہارون کی بہن ف۴۲ تیرا باپ ف۴۳ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں ف۴۴

بَغِیًّا ۚۖ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾

بدکار اس پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا ف۴۵ وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے ف۴۶

ف۳۴ جبریل نے وادی کے نشیب سے ف۳۵ اپنی تنہائی کا اور کھانے پینے کی کوئی چیز موجود نہ ہونے کا اور لوگوں کی بدگوئی کرنے کا ف۳۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے یا حضرت جبریل نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو آبِ شیریں کا ایک چشمہ جاری ہوگیا اور کھجور کا درخت سرسبز ہوگیا پھل لایا وہ پھل پختہ اور رسیدہ (پک کر تیار) ہوگئے اور حضرت مریم سے کہا گیا: ف۳۷ جو زچہ کے لیے بہترین غذا ہیں۔ ف۳۸ اپنے فرزند عیسٰی سے۔ ف۳۹ کہ تجھ سے بچے کو دریافت کرتا ہے۔ ف۴۰ پہلے زمانہ میں بولنے اور کلام کرنے کا بھی روزہ ہوتا تھا جیسا کہ ہماری شریعت میں کھانے اور پینے کا روزہ ہوتا ہے، ہماری شریعت میں چپ رہنے کا روزہ منسوخ ہوگیا۔ حضرت مریم کو سکوت (خاموشی اختیار کرنے) کی نذر ماننے کا اس لیے حکم دیا گیا تاکہ کلام حضرت عیسٰی فرمائیں اور ان کا کلام حجتِ قویّہ (مضبوط دلیل ثابت) ہو جس سے تہمت زائل ہوجائے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: **مسئلہ:** سَفِیہ (جاہل و بے وقوف) کے جواب میں سُکوت واِعراض چاہئے، جوابِ جاہلاں باشَد خَموشی (جاہلوں کی بات کا جواب خاموشی ہے)۔ **مسئلہ:** کلام کو افضل شخص کی طرف تفویض کرنا (پھیرنا) اولٰی ہے۔ حضرت مریم نے یہ بھی اشارہ سے کہا کہ میں کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔ ف۴۱ جب لوگوں نے حضرت مریم کو دیکھا کہ ان کی گود میں بچہ ہے تو روئے اور غمگین ہوئے کیونکہ وہ صالحین کے گھرانے کے لوگ تھے اور ف۴۲ اور ہارون یا تو حضرت مریم کے بھائی کا نام تھا یا بنی اسرائیل میں اور نہایت بزرگ اور صالح شخص کا نام تھا جن کے تقوٰی اور پرہیزگاری سے تشبیہ دینے کے لیے ان لوگوں نے حضرت مریم کو ہارون کی بہن کہا یا حضرت ہارون برادرِ حضرت موسٰی علیہ السلام ہی کی طرف نسبت کی باوجودیکہ ان کا زمانہ بہت بعید تھا اور ہزار برس کا عرصہ ہوچکا تھا مگر چونکہ یہ ان کی نسل سے تھیں اس لیے ہارون کی بہن کہہ دیا جیسا کہ عربوں کا مُحاوَرہ ہے کہ وہ تَمیمی کو "یا اَخا تَمیم" کہتے ہیں۔ ف۴۳ یعنی عمران ف۴۴ حَنّہ ف۴۵ کہ جو کچھ کہنا ہے خود ان سے کہو! اس پر قوم کے لوگوں کو غصہ آیا اور ف۴۶ یہ گفتگو سن کر حضرت عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اپنے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور داہنے دست مبارک سے اشارہ کرکے کلام شروع کیا۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّاۙ۝۳۰ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا

بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ ف۴۷ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا ف۴۸ اور اس نے مجھے مبارک کیا ف۴۹

اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا۪ۖ۝۳۱ وَّ بَرًّۢا

میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے

بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا۝۳۲ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ

اچھا سلوک کرنے والا ف۵۰ اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا اور وہی سلامتی مجھ پر ف۵۱ جس دن میں پیدا ہوا اور

یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۝۳۳ ذٰلِكَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ

جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا ف۵۲ یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا سچی بات

الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ۝۳۴ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ

جس میں شک کرتے ہیں ف۵۳ اللہ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچہ ٹھہرائے پاکی ہے اس کو ف۵۴

اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ؕ۝۳۵ وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ

جب کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو یونہی کہ اُس سے فرماتا ہے ہوجا وہ فوراً ہوجاتا ہے اور عیسیٰ نے کہا بے شک اللہ رب ہے میرا اور تمہارا ف۵۵

فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ۝۳۶ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ

تو اس کی بندگی کرو یہ راہ سیدھی ہے پھر جماعتیں آپس میں مختلف ہوگئیں ف۵۶

ف۴۷ پہلے اپنے بندہ ہونے کا اقرار فرمایا تاکہ کوئی انہیں خدا اور خدا کا بیٹا نہ کہے کیونکہ آپ کی نسبت یہ تہمت لگائی جانے والی تھی اور یہ تہمت اللہ تبارک وتعالیٰ پر لگتی تھی، اس لیے منصبِ رسالت کا اِقتضا یہی تھا کہ والدہ کی برأت بیان کرنے سے پہلے اس تہمت کو رفع فرمادیں جو اللہ تعالیٰ کی جنابِ پاک میں لگائی جائے گی اور اسی سے وہ تہمت بھی رفع ہوگئی جو والدہ پر لگائی جاتی کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس مرتبۂ عظیمہ کے ساتھ جس بندے کو نوازتا ہے بالیقین اس کی ولادت اور اس کی سرشت (فطرت) نہایت پاک وطاہر ہے۔ ف۴۸ کتاب سے انجیل مراد ہے۔ حسن کا قول ہے کہ آپ بطنِ والدہ ہی میں تھے کہ آپ کو توریت کا اِلہام فرمادیا گیا تھا اور پالنے میں تھے جب آپ کو نبوت عطا کردی گئی اور اس حالت میں آپ کا کلام فرمانا آپ کا معجزہ ہے۔ بعض مفسرین نے آیت کے معنی میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ نبوت اور کتاب ملنے کی خبر تھی جو عنقریب آپ کو ملنے والی تھی۔ ف۴۹ یعنی لوگوں کے لیے نفع پہنچانے والا اور خیر کی تعلیم دینے والا اور اللہ تعالیٰ اور اس کی توحید کی دعوت دینے والا۔ ف۵۰ بنایا ف۵۱ جو حضرت یحییٰ پر ہوئی ف۵۲ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کلام فرمایا تو لوگوں کو حضرت مریم کی براءت وطہارت کا یقین ہوگیا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنا فرما کر خاموش ہوگئے اور اس کے بعد کلام نہ کیا جب تک کہ اس عمر کو پہنچے جس میں بچے بولنے لگتے ہیں۔ (خازن)

ف۵۳ کہ یہود تو انہیں ساحر، کذّاب کہتے ہیں (معاذ اللہ) اور نصاریٰ انہیں خدا اور خدا کا بیٹا اور تین میں کا تیسرا کہتے ہیں۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا (اللہ بہت ہی بلند وبالا، پاک ومُنزّہ ہے ان کی باتوں سے)۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی تنزِیہ (پاکی) بیان فرماتا ہے: ف۵۴ اس سے ف۵۵ اور اس کے سوا کوئی رب نہیں ف۵۶ اور حضرت عیسیٰ کے باب میں نصاریٰ کے کئی فرقے ہوگئے: ایک یعقوبیہ، ایک نسطوریہ، ایک ملکانیہ۔ یعقوبیہ کہتا تھا کہ وہ اللہ ہے زمین پر اُتر آیا تھا پھر آسمان پر چڑھ گیا۔ نسطوریہ کا قول ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہے جب تک چاہا اسے زمین پر رکھا پھر اٹھالیا اور تیسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں مخلوق ہیں نبی ہیں یہ مؤمن تھا۔ (مدارک)

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ

تو خرابی ہے کافروں کے لیے ایک بڑے دن کی حاضری سے ف۵۷ کتنا سنیں گے اور کتنا دیکھیں گے

يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ وَاَنْذِرْهُمْ

جس دن ہمارے پاس حاضر ہوں گے ف۵۸ مگر آج ظالم کھلی گمراہی میں ہیں ف۵۹ اور انہیں ڈر سناؤ

يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾

پچھتاوے کے دن کا ف۶۰ جب کام ہو چکے گا ف۶۱ اور وہ غفلت میں ہیں ف۶۲ اور وہ نہیں مانتے

وقف لازم

اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع وَاذْكُرْ فِي

بے شک زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب کے وارث ہم ہوں گے ف۶۳ اور وہ ہماری ہی طرف پھریں گے ف۶۴ اور کتاب میں ف۶۵

ع ۲ ۲۵ ۵

الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ

ابراہیم کو یاد کرو بےشک وہ صدیق ف۶۶ تھا غیب کی خبریں بتاتا جب اپنے باپ سے بولا ف۶۷ اے میرے باپ

لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ

کیوں ایسے کو پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے ف۶۸ اے میرے باپ بیشک

جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾

میرے پاس ف۶۹ وہ علم آیا جو تجھے نہ آیا تو تو میرے پیچھے چلا آ ف۷۰ میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں ف۷۱

يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ

اے میرے باپ شیطان کا بندہ نہ بن ف۷۲ بےشک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے اے میرے باپ

ف۵۷ بڑے دن سے روزِ قیامت مراد ہے۔ ف۵۸ اوراس دن کا دیکھنا اور سننا کچھ نفع نہ دے گا جب انہوں نے دنیا میں دلائلِ حق کو نہیں دیکھا اور اللہ کے مَواعید کو نہیں سنا۔ بعض مُفسرین نے کہا کہ یہ کلام بطریقِ تہدید (بطورِ تنبیہ اور ڈرانے کے) ہے کہ اس روز ایسی ہولناک باتیں سنیں اور دیکھیں گے جن سے دل پھٹ جائیں۔ ف۵۹ نہ حق دیکھیں نہ حق سنیں بہرے، اندھے بنے ہوئے ہیں، حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اِلٰہ اور معبود ٹھہراتے ہیں باوجودیکہ انہوں نے بَصراحت اپنے بندہ ہونے کا اعلان فرمایا۔ ف۶۰ حدیث شریف میں ہے کہ جب کافر منازلِ جنت دیکھیں گے جن سے وہ محروم کئے گئے تو انہیں ندامت وحسرت ہوگی کہ کاش وہ دنیا میں ایمان لے آئے ہوتے۔ ف۶۱ اور جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں پہنچیں گے، ایسا سخت دن درپیش ہے۔ ف۶۲ اور اس دن کے لیے کچھ فکر نہیں کرتے ف۶۳ یعنی سب فنا ہو جائیں گے ہم ہی باقی رہ جائیں گے۔ ف۶۴ ہم انہیں ان کے اعمال کی جزا دیں گے۔ ف۶۵ یعنی قرآن میں۔ ف۶۶ یعنی کثیر الصدق (ہمیشہ سچ بولنے والے)۔ بعض مفسرین نے کہا کہ صدیق کے معنی ہیں کثیر التصدیق جو اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیت اور اس کے انبیاء اور اس کے رسولوں کی اور مرنے کے بعد اُٹھنے کی تصدیق کرے اور احکامِ الٰہیہ بجالائے۔ ف۶۷ یعنی آزر بت پرست سے۔ ف۶۸ یعنی عبادت معبود کی غایت (انتہا درجے کی) تعظیم ہے، اس کا وہی مُستحق ہو سکتا ہے جو صاحبِ اوصافِ کمال اور ولیِ نِعَم ہو نہ کہ بت جیسی ناکارہ مخلوق، مُدّعا یہ ہے کہ اللہ واحد، لا شریک لہ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں۔ ف۶۹ میرے رب کی طرف سے معرفتِ الٰہی کا ف۷۰ میرا دین قبول کر! ف۷۱ جس سے تو قربِ الٰہی کی منزلِ مقصود تک پہنچ سکے۔ ف۷۲ اور اس کی فرمانبرداری

إِنِّىٓ أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ ٱلرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾

میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کا کوئی عذاب پہنچے تو تو شیطان کا رفیق ہوجائے ف۷۳

قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ ءَالِهَتِى يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ

بولا کیا تو میرے خداؤں سے منھ پھیرتا ہے اے ابراہیم بے شک اگر تو ف۷۴ باز نہ آیا تو میں تجھے پتھراؤ کروں گا

وَٱهْجُرْنِى مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلَٰمٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّىٓ ۖ إِنَّهُۥ كَانَ

اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہوجا ف۷۵ کہا بس تجھے سلام ہے ف۷۶ قریب ہے کہ میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی مانگوں گا ف۷۷ بے شک وہ

بِى حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَأَدْعُوا۟ رَبِّى

مجھ پر مہربان ہے اور میں ایک کنارے ہوجاؤں گا ف۷۸ تم سے اور ان سب سے جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو اور اپنے رب کو پوجوں گا ف۷۹

عَسَىٰٓ أَلَّآ أَكُونَ بِدُعَآءِ رَبِّى شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا ٱعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ

قریب ہے کہ میں اپنے رب کی بندگی سے بدبخت نہ ہوں ف۸۰ پھر جب ان سے اور اللہ کے سوا ان کے

مِن دُونِ ٱللَّهِ وَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَ

معبودوں سے کنارہ کر گیا ف۸۱ ہم نے اسے اسحٰق ف۸۲ اور یعقوب ف۸۳ عطا کئے اور ہر ایک کو غیب کی خبریں بتانے والا کیا اور

وَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ ع وَٱذْكُرْ

ہم نے انھیں اپنی رحمت عطا کی ف۸۴ اور ان کے لیے سچی بلند ناموری رکھی ف۸۵ اور کتاب میں

فِى ٱلْكِتَٰبِ مُوسَىٰٓ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَٰدَيْنَٰهُ

موسیٰ کو یاد کرو بے شک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا اور اسے ہم نے

مِن جَانِبِ ٱلطُّورِ ٱلْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُۥ مِن رَّحْمَتِنَآ

طور کی داہنی جانب سے ندا فرمائی ف۸۶ اور اسے اپنا راز کہنے کو قریب کیا ف۸۷ اور اپنی رحمت سے اسے اس کا بھائی ہارون

کر کے کفر و شرک میں مبتلا نہ ہو۔ ف۷۳ اور لعنت و عذاب میں اس کا ساتھی ہو۔ اس نصیحتِ لطف آمیز اور ہدایتِ دلپذیر سے آزر نے نفع نہ اٹھایا اور اس کے جواب میں ف۷۴ بتوں کی مخالفت اور ان کو برا کہنے اور ان کے عیوب بیان کرنے سے ف۷۵ تاکہ میرے ہاتھ اور زبان سے امن میں رہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ف۷۶ یہ سلامِ مُتارَکت تھا۔ ف۷۷ کہ وہ تجھے توفیقِ توبہ و ایمان دے کر تیری مغفرت کرے۔ ف۷۸ شہرِ بابل سے شام کی طرف ہجرت کر کے۔ ف۷۹ جس نے مجھے پیدا کیا اور مجھ پر احسان فرمائے۔ ف۸۰ اس میں تعریض ہے کہ جیسے تم بتوں کی پوجا کر کے بدنصیب ہوئے خدا کے پرستار کے لیے یہ بات نہیں، اس کی بندگی کرنے والا شقی و محروم نہیں ہوتا۔ ف۸۱ اَرضِ مُقدَّسہ کی طرف ہجرت کر کے ف۸۲ فرزند ف۸۳ فرزند کے فرزند یعنی پوتے۔ فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی عمر شریف اتنی دراز ہوئی کہ آپ نے اپنے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ اللّٰہ کے لیے ہجرت کرنے اور اپنے گھر بار کو چھوڑنے کی یہ جزا ملی کہ اللّٰہ تعالیٰ نے بیٹے اور پوتے عطا فرمائے۔ ف۸۴ کہ اَموال و اَولاد بکثرت عِنایت کیے۔ ف۸۵ کہ ہر دین

اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ؗ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ

عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) ف۸۸ اور کتاب میں اسمٰعیل کو یاد کرو ف۸۹ بے شک وہ وعدے

الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ

کا سچا تھا ف۹۰ اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا اور اپنے گھر والوں کو ف۹۱ نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا

وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ؗ اِنَّهٗ كَانَ

اور اپنے رب کو پسند تھا ف۹۲ اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو ف۹۳ بے شک وہ

صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا ف۹۴ یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان

والے مسلمان ہوں خواہ یہودی خواہ نصرانی سب ان کی ثناء کرتے ہیں اور نمازوں میں ان پر اور ان کی آل پر درود پڑھا جاتا ہے۔ ف۸۶ ''طور'' ایک پہاڑ کا نام ہے جو مصر و مدیَن کے درمیان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین سے آتے ہوئے طور کی اس جانب سے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے داہنی طرف تھی ایک درخت سے ندادی گئی: ''يٰمُوْسٰۤى اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ'' اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں تمام جہانوں کا پالنے والا۔ ف۸۷ مرتبۂ قُرب عطا فرمایا حجاب مُرتفع کئے یہاں تک کہ آپ نے صریرِ اقلام (قلموں کے لکھنے کی آواز) سنی اور آپ کی قدر و منزلت بلند کی گئی اور آپ سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ ف۸۸ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ یارب! میرے گھر والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو آپ کی دعا سے نبی کیا اور حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے۔ ف۸۹ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اور سیدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے جدّ ہیں۔ ف۹۰ انبیاء سب ہی سچے ہوتے ہیں لیکن آپ اس وصف میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی مقام پر آپ سے کوئی شخص کہہ گیا تھا کہ آپ یہیں ٹھہرے رہئے جب تک میں واپس آؤں۔ آپ اس جگہ اس کے انتظار میں تین روز ٹھہرے رہے۔ آپ نے صبر کا وعدہ کیا تھا، ذبح کے موقع پر اس شان سے اس کو وفا فرمایا کہ سبحان اللہ۔ ف۹۱ اور اپنی قوم جُرہم کو جن کی طرف آپ مَبعوث تھے ف۹۲ بسبب اپنے طاعت و اعمال و صبر و استقلال و اَحوال و خِصال کے۔ ف۹۳ آپ کا نام اَخنُوخ ہے، آپ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ ہی پہلے رسول ہیں، آپ کے والد حضرت شیث بن آدم علیہ السلام ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں، کپڑوں کے سینے اور سلے کپڑے پہننے کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہوئی، آپ سے پہلے لوگ کھالیں پہنتے تھے۔ سب سے پہلے ہتھیار بنانے والے ترازو اور پیمانے قائم کرنے والے اور علم نجوم و حساب میں نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں، یہ سب کام آپ ہی سے شروع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صحیفے نازل کئے اور کُتُبِ الٰہیہ کی کثرتِ درس کے باعث آپ کا نام ادریس ہوا۔ ف۹۴ دنیا میں انہیں عُلُوِّ مرتبت عطا کیا یا یہ معنی ہیں کہ آسمان پر اٹھالیا اور یہی صحیح تر ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے شبِ معراج حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمانِ چہارم پر دیکھا۔ حضرت کعب اَحبار وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مَلَکُ الموت سے فرمایا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں کیسا ہوتا ہے، تم میری روح قبض کرکے دکھاؤ! انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور روح قبض کرکے اسی وقت آپ کی طرف لوٹا دی آپ زندہ ہو گئے۔ فرمایا کہ اب مجھے جہنم دکھاؤ تاکہ خوفِ الٰہی زیادہ ہو۔ چنانچہ یہ بھی کیا گیا، جہنم دیکھ کر آپ نے مالک داروغۂ جہنم سے فرمایا کہ دروازہ کھولو میں اس پر گزرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ اس پر سے گزرے، پھر آپ نے مَلَکُ الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت دکھاؤ! وہ آپ کو جنت میں لے گئے، آپ دروازے کھلوا کر جنت میں داخل ہوئے، تھوڑی دیر انتظار کرکے مَلَکُ الموت نے کہا کہ آپ اب اپنے مقام پر تشریف لے چلئے! فرمایا: اب میں یہاں سے کہیں نہ جاؤں گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ'' وہ میں چکھ ہی چکا ہوں اور یہ فرمایا ہے: ''وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا'' کہ ہر شخص کو جہنم پر گذرنا ہے تو میں گزر چکا، اب میں جنت میں پہنچ گیا اور جنت میں پہنچنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ'' کہ وہ جنت سے نکالے نہ جائیں گے۔ اب مجھے جنت سے چلنے کے لیے کیوں کہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے مَلَکُ الموت کو وحی فرمائی کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے جو کچھ کیا میرے اذن سے کیا اور وہ میرے اِذن سے جنت میں داخل ہوئے، انہیں چھوڑ دو! وہ جنت ہی میں رہیں گے، چنانچہ آپ وہاں زندہ ہیں۔

عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّمِنْ

کیا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے آدم کی اولاد سے وف۹۵ اور ان میں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا وف۹۶ اور

ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۫ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى

ابراہیم وف۹۷ اور یعقوب کی اولاد سے وف۹۸ اور ان میں سے جنھیں ہم نے راہ دکھائی اور چن لیا وف۹۹ جب ان پر

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ ﴿۵۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

السجدة ۵

رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتیں گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے وف۱۰۰ تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف

خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۙ ﴿۵۹﴾

آئے وف۱۰۱ جنھوں نے نمازیں گنوائیں (ضائع کیں) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے وف۱۰۲ تو عنقریب وہ دوزخ میں غَیّ کا جنگل پائیں گے وف۱۰۳

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا

مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انھیں

يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ

کچھ نقصان نہ دیا جائے گا وف۱۰۴ بسنے کے باغ جن کا وعدہ رحمٰن نے اپنے وف۱۰۵ بندوں سے غیب میں کیا وف۱۰۶

اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ

بے شک اس کا وعدہ آنے والا ہے وہ اس میں کوئی بے کار بات نہ سنیں گے مگر سلام وف۱۰۷ اور انھیں

رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا

اس میں ان کا رزق ہے صبح و شام وف۱۰۸ یہ وہ باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے

وف۹۵ یعنی حضرت ادریس و حضرت نوح۔ وف۹۶ یعنی ابراہیم علیہ السلام جو حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے اور آپ کے فرزند سام کے فرزند ہیں۔ وف۹۷ کی اولاد سے حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب وف۹۸ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامُہ۔ وف۹۹ شرحِ شریعت وکشفِ حقیقت کے لیے۔ وف۱۰۰ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں خبر دی کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو سن کر خُضوع وخُشوع اور خوف سے روتے اور سجدے کرتے تھے۔ مسئلہ: اس سے ثابت ہوا کہ قرآن پاک بخُشوعِ قلب سننا اور رونا مستحب ہے۔ وف۱۰۱ مثلِ یہود ونصاریٰ وغیرہ کے وف۱۰۲ اور بجائے طاعتِ الٰہی کے مَعاصی کو اختیار کیا۔ وف۱۰۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: ''غَیّ'' جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی سے جہنم کی وادیاں بھی پناہ مانگتی ہیں۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو زنا کے عادی اور اس پر مُصِر (ڈٹے ہوئے) ہوں اور جو شراب کے عادی ہوں اور جو سود خوار سود کے خوگر (عادی) ہوں اور جو والدین کی نافرمانی کرنے والے ہوں اور جو جھوٹی گواہی دینے والے ہوں۔ وف۱۰۴ اور ان کے اعمال کی جزا میں کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی۔ وف۱۰۵ ایمان دار صالح و تائب وف۱۰۶ یعنی اس حال میں کہ جنت ان سے غائب ہے ان کی نظر کے سامنے نہیں یا اس حال میں کہ وہ جنت سے غائب ہیں اس کا مُشاہدہ نہیں کرتے۔ وف۱۰۷ ملائکہ کا یا آپس میں ایک دوسرے کا۔ وف۱۰۸ یعنی عَلَی الدَّوَام کیونکہ جنت میں رات اور دن نہیں ہیں، اہل جنت ہمیشہ نور ہی میں رہیں گے یا مراد یہ ہے کہ دنیا کے دن کی مقدار میں دو مرتبہ بہشتی نعمتیں ان کے سامنے پیش کی جائیں گی۔

مَنْ كَانَ تَقِیًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَ

جو پرہیزگار ہے (اور جبریل نے محبوب سے عرض کی) ف۱۰۹ ہم فرشتے نہیں اُترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور

مَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا ﴿٦٤﴾ ۚ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے درمیان ہے ف۱۱۰ اور حضور کا رب بھولنے والا نہیں ف۱۱۱ آسمانوں اور زمین اور

وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ

جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کا مالک تو اسے پوجو اور اس کی بندگی پر ثابت رہو کیا اس کے نام کا دوسرا

سَمِیًّا ﴿٦٥﴾ ع وَیَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا

ع ٤/١٥ ٧

جانتے ہو ف۱۱۲ اور آدمی کہتا ہے کیا جب میں مرجاؤں گا تو ضرور عنقریب جلا کر نکالا جاؤں گا ف۱۱۳ اور کیا

یَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَكُ شَیْـًٔا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ

آدمی کو یاد نہیں کہ ہم نے اس سے پہلے اسے بنایا اور وہ کچھ نہ تھا ف۱۱۴ تو تمہارے رب کی قسم ہم

لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّیٰطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِیًّا ﴿٦٨﴾ ۚ ثُمَّ

انہیں ف۱۱۵ اور شیطانوں سب کو گھیر لائیں گے ف۱۱۶ اور انہیں دوزخ کے آس پاس حاضر کریں گے گھٹنوں کے بل گرے پھر

لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ اَیُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ﴿٦٩﴾ ۚ ثُمَّ لَنَحْنُ

ہم ف۱۱۷ ہر گروہ سے نکالیں گے جو ان میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بے باک ہوگا ف۱۱۸ پھر ہم خوب

اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِیًّا ﴿٧٠﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ

جانتے ہیں جو اس آگ میں بھوننے کے زیادہ لائق ہیں اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گذر دوزخ پر نہ ہو ف۱۱۹ تمہارے

ف۱۰۹ شانِ نزول: بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ سیّدِ عالم صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم نے جبریل سے فرمایا: اے جبریل! تم جتنا ہمارے پاس آیا کرتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ **ف۱۱۰** یعنی تمام اَماکن کا وہی مالک ہے، ہم ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف نقل و حرکت کرنے میں اس کے حکم و مشیّت کے تابع ہیں، وہ ہر حرکت و سکون کا جاننے والا اور غفلت و نسیان سے پاک ہے۔ **ف۱۱۱** جب چاہے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجے۔ **ف۱۱۲** یعنی کسی کو اس کے ساتھ اِسمی شرکت بھی نہیں اور اس کی وَحدانیت اتنی ظاہر ہے کہ مشرکین نے بھی اپنے کسی معبودِ باطل کا نام "اللّٰہ" نہیں رکھا۔ **ف۱۱۳** انسان سے یہاں مراد وہ کفار ہیں جو موت کے بعد زندہ کئے جانے کے منکر تھے جیسے کہ اُبی بن خَلَف اور ولید بن مُغیرہ، انہیں لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور یہی اس کا شانِ نزول ہے۔ **ف۱۱۴** تو جس نے مَعدُوم (غیر موجود) کو موجود فرمایا اس کی قدرت سے مردہ کو زندہ کر دینا کیا تعجب۔ **ف۱۱۵** یعنی منکرینِ بعث کو **ف۱۱۶** یعنی کفار کو ان کے گمراہ کرنے والے شیاطین کے ساتھ۔ اس طرح کہ ہر کافر شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں جکڑا ہوگا **ف۱۱۷** کفار کے **ف۱۱۸** یعنی دخولِ نار میں جو سب سے زیادہ سرکش اور کفر میں اَشد (زیادہ سخت) ہوگا وہ مقدم کیا جائے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ کفار سب کے سب جہنم کے گرد زنجیروں میں جکڑے طوق ڈالے ہوئے حاضر کئے جائیں گے پھر جو کفر و سرکشی میں اشد ہوں گے وہ پہلے جہنم میں داخل کئے جائیں گے۔ **ف۱۱۹** نیک ہو یا بد، مگر نیک سلامت رہیں گے اور جب ان کا گزر دوزخ پر ہوگا تو دوزخ سے صدا اُٹھے گی کہ اے مومن! گزر جا کہ تیرے نور نے میری لپٹ سرد کر دی۔ حسن و قتادہ سے

عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ

رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے ف۱۲۰ پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے ف۱۲۱ اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے

فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

گھٹنوں کے بل گرے اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں کافر ف۱۲۲ مسلمانوں

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَ كَمْ

سے کہتے ہیں کون سے گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے ف۱۲۳ اور ہم

اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ

نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپادیں ف۱۲۴ کہ وہ ان سے بھی سامان اور نمود (دیکھنے) میں بہتر تھے تم فرماؤ جو گمراہی

فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ۬ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا

میں ہو تو اسے رحمٰن خوب ڈھیل دے ف۱۲۵ یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں وہ چیز جس کا انھیں وعدہ دیا جاتا ہے یا

الْعَذَابَ وَ اِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ

تو عذاب ف۱۲۶ یا قیامت ف۱۲۷ تو اب جان لیں گے کہ کس کا برا درجہ ہے اور کس کی فوج

جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَ يَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ

کمزور ف۱۲۸ اور جنھوں نے ہدایت پائی ف۱۲۹ اللّٰہ انھیں اور ہدایت بڑھائے گا ف۱۳۰ اور باقی رہنے والی نیک باتوں کا ف۱۳۱

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ

تیرے رب کے یہاں سب سے بہتر ثواب اور سب سے بھلا انجام ف۱۳۲ تو کیا تم نے اسے دیکھا جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور

قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ﴿۷۷﴾ ؕ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ

کہتا ہے مجھے ضرور مال و اولاد ملیں گے ف۱۳۳ کیا غیب کو جھانک آیا ہے ف۱۳۴ یا رحمٰن کے پاس کوئی قرار

مروی ہے کہ دوزخ پر گزرنے سے پل صراط پر گزرنا مراد ہے جو دوزخ پر ہے۔ ف۱۲۰ یعنی وُرُوْدِ جہنم (دوزخ پر سے گزرنا) قضائے لازم ہے جو اللّٰہ تعالٰی نے اپنے بندوں پر لازم کیا ہے۔ ف۱۲۱ یعنی ایمانداروں کو ف۱۲۲ مثل نضر بن حارث وغیرہ کفار قریش بناؤ سنگھار کر کے بالوں میں تیل ڈال کر کنگھیاں کر کے عمدہ لباس پہن کر فخر و تکبر کے ساتھ غریب فقیر ف۱۲۳ مُدّعا یہ ہے کہ جب آیات نازل کی جاتی ہیں اور دلائل و براہین پیش کئے جاتے ہیں تو کفار ان میں تو فکر نہیں کرتے اور ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور بجائے اس کے دولت و مال اور لباس و مکان پر فخر و تکبر کرتے ہیں۔ ف۱۲۴ امتیں ہلاک کر دیں ف۱۲۵ دنیا میں اس کی عمر دراز کر کے اور اس کو اس کی گمراہی و طغیان میں چھوڑ کر ف۱۲۶ دنیا کا قتل و گرفتاری ف۱۲۷ جو طرح طرح کی رسوائی اور عذاب پر مشتمل ہے۔ ف۱۲۸ کفار کی شیطانی فوج یا مسلمانوں کا ملکی لشکر۔ اس میں مشرکین کے اس قول کا رد ہے جو انہوں نے کہا تھا کہ کون سے گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے۔ ف۱۲۹ اور ایمان سے مُشرّف ہوئے ف۱۳۰ اس پر استقامت عطا فرما کر اور مزید بصیرت و توفیق دے کر۔ ف۱۳۱ طاعتیں اور آخرت کے تمام اعمال اور پنجگانہ نمازیں اور اللّٰہ تعالٰی کی تسبیح و تحمید اور اس کا ذکر اور تمام

عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾

(عہد) رکھا ہے ہرگز نہیں ف۱۳۵ اب ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور اسے خوب لمبا عذاب دیں گے

وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً

اور جو چیزیں کہہ رہا ہے ف۱۳۶ ان کے ہمیں وارث ہوں گے اور ہمارے پاس اکیلا آئے گا ف۱۳۷ اور اللہ کے سوا اور خدا بنا لئے ف۱۳۸

لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ

کہ وہ انھیں زور دیں ف۱۳۹ ہرگز نہیں ف۱۴۰ کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ف۱۴۱ ان کی بندگی سے منکر ہوں گے اور ان کے مخالف

ضِدًّا ﴿٨٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾

ہو جائیں گے ف۱۴۲ کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان بھیجے ف۱۴۳ کہ وہ انھیں خوب اچھالتے ہیں ف۱۴۴

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى

تو تم ان پر جلدی نہ کرو ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں ف۱۴۵ جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں

الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ

گے مہمان بنا کر ف۱۴۶ اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے ف۱۴۷ لوگ شفاعت

الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ

کے مالک نہیں مگر وہی جنھوں نے رحمٰن کے پاس قرار کر رکھا ہے ف۱۴۸ اور کافر بولے ف۱۴۹

ع ۵/۸ — وقف لازم — وقف لازم

اعمالِ صالحہ یہ سب باقیات صالحات ہیں کہ مومن کے لیے باقی رہتے ہیں اور کام آتے ہیں۔ ف۱۳۲ بخلاف اعمالِ کفار کے کہ وہ سب نکمے اور باطل ہیں۔ ف۱۳۳ **شانِ نزول:** بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت خباب بن اَرت کا زمانۂ جاہلیت میں عاص بن وائل سہمی پر قرض تھا، وہ اس کے پاس تقاضے کو گئے تو عاص نے کہا کہ میں تمہارا قرض نہ ادا کروں گا جب تک کہ تم سید عالم محمد مصطفیٰ صلَّی تعالٰی علیہ وسلَّم سے پھر نہ جاؤ اور کفر اختیار نہ کرو۔ حضرت خباب نے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو مرے اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھے۔ وہ کہنے لگا کہ کیا میں مرنے کے بعد پھر اٹھوں گا؟ حضرت خباب نے کہا: ہاں۔ عاص نے کہا تو پھر مجھے چھوڑ یئے یہاں تک کہ میں مر جاؤں اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہوں اور مجھے مال و اولاد ملے جب ہی آپ کا قرض ادا کروں گا، اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ ف۱۳۴ اور اس نے لوحِ محفوظ میں دیکھ لیا ہے کہ آخرت میں اس کو مال و اولاد ملے گی ف۱۳۵ ایسا نہیں ہے۔ تو ف۱۳۶ یعنی مال و اولاد ان سب سے اس کی مِلک اور اس کا تصرّف اس کے ہلاک ہونے سے اٹھ جائے گا اور ف۱۳۷ کہ نہ اس کے پاس مال ہوگا نہ اولاد اور اس کا یہ دعویٰ کرنا جھوٹا ہو جائے گا۔ ف۱۳۸ یعنی مشرکوں نے بتوں کو معبود بنایا اور ان کی عبادت کرنے لگے اس امید پر ف۱۳۹ اور ان کی مدد کریں اور انہیں عذاب سے بچائیں ف۱۴۰ ایسا ہو ہی نہیں سکتا ف۱۴۱ بت جنہیں یہ پوجتے تھے ف۱۴۲ انہیں جھٹلائیں گے اور ان پر لعنت کریں گے اللہ تعالٰی انہیں زبان دے گا اور وہ کہیں گے: یارب! انہیں عذاب کر۔ ف۱۴۳ یعنی شیاطین کو ان پر چھوڑ دیا اور مُسلّط کر دیا۔ ف۱۴۴ اور مَعاصی (نافرمانی) پر ابھارتے ہیں۔ ف۱۴۵ اَعمال کی جزا کے لیے یا سانسوں کی فنا کے لیے یا دنوں مہینوں اور برسوں کی اس میعاد کے لیے جو ان کے عذاب کے واسطے مقرر ہے۔ ف۱۴۶ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ مؤمنین مُتّقین حشر میں اپنی قبروں سے سوار کر کے اٹھائے جائیں گے اور ان کی سواریوں پر طلائی مُرَصَّع زینیں اور پالان ہوں گے۔ ف۱۴۷ ذلت و اِہانت کے ساتھ بسبب ان کے کفر کے۔ ف۱۴۸ یعنی جنہیں شفاعت کا اِذن مل چکا ہے وہی شفاعت کریں گے یا یہ معنی ہیں کہ شفاعت صرف مؤمنین کی ہوگی اور وہی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے: جو ایمان لایا جس

الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ

رحمٰن نے اولاد اختیار کی ۔ بے شک تم حد کی بھاری بات لائے ف۱۵۰ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ

مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ

پڑیں اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ گرجائیں ڈھ(مسمار ہو) کر ف۱۵۱ اس پر کہ انھوں نے رحمٰن کے لیے

وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي

اولاد بتائی اور رحمٰن کے لئے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے ف۱۵۲ آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ

میں جتنے ہیں سب اُس کے حضور بندے ہوکر حاضر ہوں گے ف۱۵۳ بے شک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور ان کو ایک ایک کر کے

عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

گن رکھا ہے ف۱۵۴ اور ان میں ہر ایک روز قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا ف۱۵۵ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ

کام کئے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کردے گا ف۱۵۶ تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یونہی آسان فرمایا کہ تم اس

بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ

سے ڈر والوں کو خوشخبری دو اور جھگڑالو لوگوں کو اس سے ڈر سناؤ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپائیں ف۱۵۷

نے ”لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کہا۔ کہا: اس کے لیے اللہ کے نزدیک عہد ہے۔ ف۱۴۹ یعنی یہودی و نصرانی و مشرکین جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے کہ ف۱۵۰ اور اِنتہا درجہ کا باطل و نہایت سخت و شَنیع کلمہ تم نے منہ سے نکالا ف۱۵۱ یعنی یہ کلمہ ایسی بے ادبی و گستاخی کا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ غضب فرمائے تو اس پر تمام جہان کا نظام درہم برہم کردے۔ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ کفار نے جب یہ گستاخی کی اور ایسا بے باکانہ کلمہ منہ سے نکالا تو جن و اِنس کے سوا آسمان، زمین، پہاڑ وغیرہ تمام خَلق پریشانی سے بے چین ہوگئی اور قریب ہلاکت کے پہنچ گئی، ملائکہ کو غضب ہوا اور جہنم کو جوش آیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تنزیہ (پاکی) بیان فرمائی۔ ف۱۵۲ وہ اس سے پاک ہے اور اس کے لیے اولاد ہونا محال ہے ممکن نہیں۔ ف۱۵۳ بندہ ہونے کا اقرار کرتے ہوئے اور بندہ ہونا اور اولاد ہونا جمع ہو ہی نہیں سکتا اور اولاد مملوک (غلام) نہیں ہوتی تو جو مملوک ہے ہرگز اولاد نہیں۔ ف۱۵۴ سب اس کے علم میں محصور و مُحاط (گھرے ہوئے) ہیں اور ہر ایک کے اَنفاس، اَیام، آثار اور تمام اَحوال اور جملہ اُمور اس کے شمار میں ہیں، اس پر کچھ مخفی نہیں، سب اس کی تدبیر و قدرت کے تحت میں ہیں۔ ف۱۵۵ بغیر مال و اولاد اور مُعین و ناصر کے۔ ف۱۵۶ یعنی اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ فُلانا میرا محبوب ہے، جبریل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر حضرت جبریل آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے، سب اس کو محبوب رکھیں، تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں، پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے۔ **مسئلہ:** اس سے معلوم ہوا کہ مؤمنین صالحین و اولیائے کاملین کی مقبولیتِ عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت سلطان نظام الدین دہلوی اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالٰی عنہم اور دیگر حضرات اولیائے کاملین کی عام مقبولیتیں ان کی محبوبیت کی دلیل ہیں۔ ف۱۵۷ تکذیبِ انبیاء کی وجہ سے کتنی بہت سی اُمتیں ہلاک کیں۔

هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

کیا تم ان میں کسی کو دیکھتے ہو یا ان کی بھنک سنتے ہو ۱۵۸

اٰیاتها ١٣٥ — ٢٠ سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ ٤٥ — ركوعاتها ٨

سورۂ طٰہٰ مکیہ ہے، اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ف۱

طٰهٰ ﴿١﴾ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ﴿٢﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ

اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لیے نہ اُتارا کہ تم مشقت میں پڑو ف۲ ہاں اس کو نصیحت جو

یَّخْشٰى ﴿٣﴾ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿٤﴾ اَلرَّحْمٰنُ

ڈر رکھتا ہو ف۳ اس کا اُتارا ہوا جس نے زمین اور اونچے آسمان بنائے وہ بڑی مہر (رحمت) والا

عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿٥﴾ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ مَا

اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے اس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ

بَیْنَهُمَا وَ مَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿٦﴾ وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَ

ان کے بیچ میں اور جو کچھ اس گیلی مٹی کے نیچے ہے ف۴ اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ تو بھید کو جانتا ہے اور

اَخْفٰى ﴿٧﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿٨﴾ وَ هَلْ اَتٰىكَ

اُسے جو اُس سے بھی زیادہ چھپا ہے ف۵ اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام ف۶ اور کچھ تمہیں

۱۵۸ وہ سب نیست و نابود (ہلاک و برباد) کردیے گئے اسی طرح یہ لوگ اگر وہی طریقہ اختیار کریں گے تو ان کا بھی وہی انجام ہوگا۔ **ف۱** سورۂ طٰہٰ مکیہ ہے۔ اس میں آٹھ رکوع، ایک سو پینتیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو اکتالیس کلمے اور پانچ ہزار دو سو بیالیس حروف ہیں۔ **ف۲** اور تمام شب کے قیام کی تکلیف اٹھاؤ۔ **شانِ نزول:** سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم عبادت میں بہت جُہد فرماتے تھے اور تمام شب قیام میں گزارتے یہاں تک کہ قدم مبارک ورم کر آتے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر بحکم الٰہی عرض کیا کہ اپنے نفس پاک کو کچھ راحت دیجئے اس کا بھی حق ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم لوگوں کے کفر اور ان کے ایمان سے محروم رہنے پر بہت زیادہ مُتأسِّف ومُتحسّر (افسردہ) رہتے تھے اور خاطر مبارک پر اس سبب سے رنج وملال رہا کرتا تھا، اس آیت میں فرمایا گیا کہ آپ رنج وملال کی کوفت نہ اٹھائیں، قرآن پاک آپ کی مشقت کے لیے نازل نہیں کیا گیا ہے۔ **ف۳** وہ اس سے نفع اٹھائے گا اور ہدایت پائے گا۔ **ف۴** جو ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔ مراد یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہے عرش وسماوات، زمین وتحت الثرٰی کچھ ہو، کہیں ہو سب کا مالک اللہ ہے۔ **ف۵** "سر" یعنی بھید وہ ہے جس کو آدمی رکھتا اور چھپاتا ہے اور اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ہے جس کو انسان کرنے والا ہے مگر ابھی جانتا بھی نہیں نہ اس سے اس کا ارادہ متعلق ہوا نہ اس تک خیال پہنچا۔ ایک قول یہ ہے کہ بھید سے مراد وہ ہے جس کو انسانوں سے چھپاتا ہے اور اس سے زیادہ چھپی ہوئی چیز وَسوسہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ بھید بندہ کا وہ ہے جسے بندہ خود جانتا ہے اور اللہ تعالٰی جانتا ہے، اس سے زیادہ پوشیدہ رَبّانی اَسرار ہیں جن کو اللہ جانتا ہے بندہ نہیں جانتا۔

وقف لازم

حَدِيْثُ مُوْسٰى ۞ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا

موسیٰ کی خبر آئی ف۷ جب اُس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے

لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۞ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا

شاید میں تمہارے لیے اس میں سے کوئی چنگاری لاؤں یا آگ پر راستہ پاؤں پھر جب آگ کے پاس آیا ف۸

نُوْدِیَ یٰمُوْسٰى ؕ ۞ اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ

ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ بے شک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار ڈال ف۹ بے شک تو پاک

الْمُقَدَّسِ طُوًى ؕ ۞ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰى ۞ اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ

جنگل طویٰ میں ہے ف۱۰ اور میں نے تجھے پسند کیا ف۱۱ اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے بیشک میں ہی ہوں اللہ

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۞ اِنَّ السَّاعَةَ

کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ ف۱۲ بے شک قیامت آنے

اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ۞ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا

والی ہے قریب تھا کہ میں اُسے سب سے چھپاؤں ف۱۳ کہ ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ پائے ف۱۴ تو ہرگز تجھے ف۱۵ اس کے ماننے سے وہ

آیت میں تنبیہ ہے کہ آدمی کو قبائح اَفعال سے پرہیز کرنا چاہئے وہ ظاہرہ ہوں یا باطنہ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کچھ چھپا نہیں اور اس میں نیک اعمال پر ترغیب بھی ہے کہ طاعت ظاہر ہو یا باطن اللہ سے چھپی نہیں وہ جزا عطا فرمائے گا۔ تفسیرِ بَیضاوِی میں ''قول'' سے ذکر الٰہی اور دعا مراد لی ہے اور فرمایا ہے کہ اس آیت میں اس پر تنبیہ کی گئی ہے کہ ذکر و دعا میں جَہر (بلند آواز کرنا) اللہ تعالیٰ کو سنانے کے لیے نہیں ہے بلکہ ذکر کو نفس میں راسخ کرنے اور نفس کو غیر کے ساتھ مشغولی سے روکنے اور باز رکھنے کے لیے ہے۔ ف٦ وہ واحد بالذات ہے اور اسماء و صفات عبارات ہیں اور ظاہر ہے کہ تعَدُّدِ عبارات تعددِ معنی کو مقتضی نہیں۔ ف۷ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے اَحوال کا بیان فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ انبیاء علیھم السلام جو درجۂ عُلیا پاتے ہیں وہ ادائے فرائضِ نبوت و رسالت میں کس قدر مشقتیں برداشت کرتے اور کیسے کیسے شدائد پر صبر فرماتے ہیں۔ یہاں حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے اس سفر کا واقعہ بیان فرمایا جاتا ہے جس میں آپ مَدیَن سے مصر کی طرف حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام سے اجازت لے کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے تھے آپ کے اہل بیت ہمراہ تھے اور آپ نے بادشاہانِ شام کے اندیشہ سے سڑک چھوڑ کر جنگل میں قَطعِ مسافت اختیار فرمائی، بی بی صاحبہ حاملہ تھیں چلتے چلتے طور کے غَربی جانب پہنچے یہاں رات کے وقت بی بی صاحبہ کو دردِ زِہ شروع ہوا یہ رات اندھیری تھی، برف پڑ رہی تھی، سردی شدت کی تھی، آپ کو دور سے آگ معلوم ہوئی ف۸ وہاں ایک درخت سر سبز و شاداب دیکھا جو اوپر سے نیچے تک نہایت روشن تھا جتنا اس کے قریب جاتے ہیں دور ہوتا ہے جب ٹھہر جاتے ہیں قریب ہوتا ہے اس وقت آپ کو ف۹ کہ اس میں تواضُع اور بُقعۂ مُعَظَّمہ کا اِحترام اور وادیٔ مُقدس کی خاک سے حصولِ برکت کا موقع ہے۔ ف۱۰ ''طویٰ'' وادیٔ مُقدس کا نام ہے جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ ف۱۱ تیری قوم میں سے نبوت و رسالت و شرف کلام کے ساتھ مشرف فرمایا، یہ ندا حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے ہر جز و بدن سے سنی اور قوتِ سامعہ ایسی عام ہوئی کہ تمام جسمِ اَقدس کان بن گیا۔ سبحان اللہ۔ ف۱۲ تاکہ تو اس میں مجھے یاد کرے اور میری یاد میں اخلاص اور میری رضا مقصود ہو کوئی دوسری غرض نہ ہو اسی طرح ریا کا دخل نہ ہو یا یہ معنی ہیں کہ تو میری نماز قائم رکھ تاکہ میں تجھے اپنی رحمت سے یاد فرماؤں۔ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد اعظم فرائض نماز ہے۔ ف۱۳ اور بندوں کو اس کے آنے کی خبر نہ دوں اور اس کے آنے کی خبر نہ دی جاتی اگر اس خبر دینے میں یہ حکمت نہ ہوتی۔ ف۱۴ اور اس کے خوف سے معاصی ترک کرے نیکیاں زیادہ کرے اور ہر وقت توبہ کرتا رہے۔ ف۱۵ اے امت موسیٰ! خطاب بہ ظاہر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہے اور مراد اس سے آپ کی امت ہے۔ (مدارک)

مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَ مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ

باز نہ رکھے جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا ف۱۶ پھر تو ہلاک ہوجائے اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے

يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِیَ عَصَایَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِیْ وَ

اے موسیٰ ف۱۷ عرض کی یہ میرا عصا ہے ف۱۸ میں اس پر تکیہ (ٹیک وسہارا) لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور

لِیَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَيَّةٌ

میرے اس میں اور کام ہیں ف۱۹ فرمایا اسے ڈال دے اے موسیٰ تو موسیٰ نے اسے ڈال دیا تو جبھی وہ دوڑتا ہوا

تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ وقفة سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَ

سانپ ہوگیا ف۲۰ فرمایا اسے اٹھالے اور ڈر نہیں اب ہم اسے پھر پہلی طرح کردیں گے ف۲۱ اور

اضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۙ ﴿۲۲﴾

اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملا ف۲۲ خوب سپید نکلے گا بے کسی مرض کے ف۲۳ ایک اور نشانی ف۲۴

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۚ ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ؏ ﴿۲۴﴾ قَالَ

ع ۱ ۲۴ ۱۰

کہ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں فرعون کے پاس جا ف۲۵ اس نے سر اٹھایا ف۲۶ عرض کی

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۙ ﴿۲۵﴾ وَ يَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ ۙ ﴿۲۶﴾ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ

اے میرے رب میرے لیے میرا سینہ کھول دے ف۲۷ اور میرے لیے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی

ف۱۶ اگر تو اس کا کہنا مانے اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو ف۱۷ اس سوال کی حکمت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے عصا کو دیکھ لیں اور یہ بات قلب میں خوب راسخ ہوجائے کہ یہ عصا ہے تاکہ جس وقت وہ سانپ کی شکل میں ہو تو آپ کے خاطر مبارک پر کوئی پریشانی نہ ہو یا یہ حکمت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانوس کیا جائے تاکہ ہیبت مکالمت (اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرتے ہوئے رُعب ووحشت) کا اثر کم ہو (مدارک وغیرہ) ف۱۸ اس عصا میں اوپر کی جانب دو شاخیں تھیں اور اس کا نام نبعہ تھا۔ ف۱۹ مثل توشہ اور پانی اٹھانے اور موذی جانوروں کو دفع کرنے اور اعداء سے مُحارَبہ میں کام لینے وغیرہ کے، ان فوائد کا ذکر کرنا بطریق شکرِ نِعَمِ الٰہیہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ف۲۰ اور قدرت الٰہی دکھائی گئی کہ جو عصا ہاتھ میں رہتا تھا اور اتنے کاموں میں آتا تھا اب اچانک وہ ایسا ہیبت ناک اژدہا بن گیا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ف۲۱ یہ فرماتے ہی خوف جاتا رہا حتیٰ کہ آپ نے اپنا دستِ مبارک اس کے منہ میں ڈال دیا اور وہ آپ کے ہاتھ لگاتے ہی مثلِ سابق عصا بن گیا، اب اس کے بعد ایک اور معجزہ عطا فرمایا جس کی نسبت ارشاد فرمایا: ف۲۲ یعنی کفِ دستِ راست (سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی) بائیں بازو سے بغل کے نیچے ملا کر نکالئے تو آفتاب کی طرح چمکتا نگاہوں کو خیرہ کرتا (چُندھیاتا ہوا) اور ف۲۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک سے رات و دن میں آفتاب کی طرح نور ظاہر ہوتا تھا اور یہ معجزہ آپ کے اعظم معجزات میں سے ہے، جب آپ دوبارہ اپنا دست مبارک بغل کے نیچے رکھ کر بازو سے ملاتے تو وہ دستِ اَقدس حالتِ سابقہ پر آجاتا۔ ف۲۴ آپ کے صدقِ نبوت کی عصا کے بعد اس نشانی کو بھی لیجئے۔ ف۲۵ رسول ہو کر ف۲۶ اور کفر میں حد سے گزر گیا اور اُلوہیّت کا دعویٰ کرنے لگا۔ ف۲۷ اور اسے تحمل رسالت کے لیے وسیع فرمادے۔

لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ

گرہ کھول دے و۲۸ کہ وہ میری بات سمجھیں اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کردے و۲۹ وہ کون میرا

اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْۤ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ

بھائی ہارون اس سے میری کمر مضبوط کر اور اُسے میرے کام میں شریک کر و۳۰ کہ ہم بکثرت تیری

كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ

پاکی بولیں اور بکثرت تیری یاد کریں و۳۱ بے شک تو ہمیں دیکھ رہا ہے و۳۲ فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ

سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَاۤ

تجھے عطا ہوئی اور بے شک ہم نے و۳۳ تجھ پر ایک بار اور احسان فرمایا جب ہم نے تیری

اِلٰۤى اُمِّكَ مَا يُوْحٰۤى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ

ماں کو اِلہام کیا جو الہام کرنا تھا و۳۴ کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں و۳۵ ڈال دے

فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ

تو دریا اسے کنارے پر ڈالے کہ اسے وہ اٹھالے جو میرا دشمن اور اُس کا دشمن و۳۶ اور میں نے تجھ پر اپنی

مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ۬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ

وقف لازم

طرف کی محبت ڈالی و۳۷ اور اس لیے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو و۳۸ تیری بہن چلی و۳۹ پھر کہا کیا

و۲۸ جو خورد سالی (بچپن) میں آگ کا انگارہ منہ میں رکھ لینے سے پڑ گئی ہے اور اس کا واقعہ یہ تھا کہ بچپن میں آپ ایک روز فرعون کی گود میں تھے آپ نے اس کی داڑھی پکڑ کر اس کے منہ پر زور سے طمانچہ مارا اس پر اسے غصہ آیا اور اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ آسیہ نے کہا کہ اے بادشاہ یہ نادان بچہ ہے کیا سمجھے؟ تو چاہے تو تجربہ کرلے! اس تجربہ کے لیے ایک طشت میں آگ اور ایک طشت میں یاقوتِ سرخ آپ کے سامنے پیش کئے گئے، آپ نے یاقوت لینا چاہا مگر فرشتہ نے آپ کا ہاتھ انگارہ پر رکھ دیا اور وہ انگارہ آپ کے منہ میں دے دیا اس سے زبان مبارک جل گئی اور لکنت پیدا ہوگئی اس کے لیے آپ نے یہ دعا کی۔ و۲۹ جو میرا مُعاوِن و مُعتَمد ہو۔ و۳۰ یعنی امرِ نبوت وتبلیغِ رسالت میں۔ و۳۱ نمازوں میں بھی اور خارجِ نماز بھی۔ و۳۲ ہمارے اَحوال کا عالم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس درخواست پر اللہ تعالیٰ نے و۳۳ اس سے قبل و۳۴ دل میں ڈال کر یا خواب کے ذریعہ سے جبکہ انہیں آپ کی ولادت کے وقت فرعون کی طرف سے آپ کو قتل کر ڈالنے کا اندیشہ ہوا۔ و۳۵ یعنی نیل میں و۳۶ یعنی فرعون۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایک صندوق بنایا اور اس میں روئی بچھائی اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس میں رکھ کر صندوق بند کردیا اور اس کی درزیں (جھریاں) روغنِ قیر (تارکول) سے بند کردیں آپ اس صندوق کے اندر پانی میں پہنچے پھر اس صندوق کو دریائے نیل میں بہا دیا، اس دریا سے ایک بڑی نہر نکل کر فرعون کے محل میں گزرتی تھی، فرعون مع اپنی بی بی آسیہ کے نہر کے کنارہ بیٹھا تھا، نہر میں صندوق آتا دیکھ کر اس نے غلاموں اور کنیزوں کو اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ وہ صندوق نکال کر سامنے لایا گیا کھولا تو اس میں ایک نورانی شکل فرزند جس کی پیشانی سے وجاہت واقبال کے آثار نمودار تھے نظر آیا، دیکھتے ہی فرعون کے دل میں ایسی محبت پیدا ہوئی کہ وہ وارفتہ ہوگیا اور عقل وحواس بجا نہ رہے، اپنے اختیار سے باہر ہوگیا، اس کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: و۳۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں محبوب بنایا اور خلق کا محبوب کردیا اور جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی محبوبیت سے نوازتا ہے قلوب میں اس کی محبت پیدا ہوجاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا، یہی حال حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام

اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ یَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ؕ۬

میں تمہیں وہ لوگ بتادوں جواس بچہ کی پرورش کریں ف۴۰ تو ہم تجھے تیری ماں کے پاس پھیر لائے کہ اُس کی آنکھ ف۴۱ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کرے ف۴۲

وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫۬ قف فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ

اور تو نے ایک جان کو قتل کیا ف۴۳ تو ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور تجھے خوب جانچ لیا ف۴۴ تو تو کئی برس

فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ ۙ۬ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ یّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ وَ اصْطَنَعْتُكَ

مَدیَن والوں میں رہا ف۴۵ پھر تو ایک ٹھہرائے وعدہ پر حاضر ہوا اے موسیٰ ف۴۶ اور میں نے تجھے خاص

لِنَفْسِیْ ۚ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَ لَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ۚ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَاۤ

اپنے لیے بنایا ف۴۷ تو اور تیرا بھائی دونوں میری نشانیاں ف۴۸ لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا دونوں

اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۚۖ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ

فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سر اٹھایا تو اُس سے نرم بات کہنا ف۴۹ اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا

یَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَاۤ اَوْ اَنْ یَّطْغٰى ﴿۴۵﴾

کچھ ڈرے ف۵۰ دونوں نے عرض کیا اے ہمارے رب بے شک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے

کا تھا جو آپ کو دیکھتا تھا اسی کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی تھی۔ قتادہ نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی آنکھوں میں ایسی مَلاحت تھی جسے دیکھ کر ہر دیکھنے والے کے دل میں محبت جوش مارنے لگتی تھی۔ ف۳۸ یعنی میری حفاظت ونگہبانی میں پرورش پائے۔ ف۳۹ جس کا نام مریم تھا تاکہ وہ آپ کے حال کا تَجَسُّس کرے اور معلوم کرے کہ صندوق کہاں پہنچا؟ آپ کس کے ہاتھ آئے؟ جب اس نے دیکھا کہ صندوق فرعون کے پاس پہنچا اور وہاں دودھ پلانے کے لیے دائیاں حاضر کی گئیں اور آپ نے کسی کی چھاتی کو منہ نہ لگایا تو آپ کی بہن نے ف۴۰ ان لوگوں نے اس کو منظور کیا، وہ اپنی والدہ کو لے گئیں آپ نے ان کا دودھ قبول فرمایا۔ ف۴۱ آپ کے دیدار سے ف۴۲ یعنی غمِ فراق دور ہو۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک اور واقعہ کا ذکر فرمایا جاتا ہے ف۴۳ حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرعون کی قوم کے ایک کافر کو مارا تھا وہ مر گیا، کہا گیا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف بارہ سال کی تھی، اس واقعہ پر آپ کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا۔ ف۴۴ محنتوں میں ڈال کر اور ان سے خلاصی عطا فرما کر۔ ف۴۵ مَدیَن ایک شہر ہے مصر سے آٹھ منزل فاصلہ پر یہاں حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام رہتے تھے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام مصر سے مدین آئے اور کئی برس تک حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس اِقامت فرمائی اور ان کی صاحبزادی صفوراء کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔ ف۴۶ یعنی اپنی عمر کے چالیسویں سال، اور یہ وہ سن ہے کہ انبیاء کی طرف اس سن میں وحی کی جاتی ہے۔ ف۴۷ اپنی وحی اور رسالت کے لیے تاکہ تو میرے ارادہ اور میری محبت پر تَصَرُّف کرے اور میری حُجت پر قائم رہے اور میرے اور میری خَلق کے درمیان خطاب پہنچانے والا ہو۔ ف۴۸ یعنی معجزات ف۴۹ یعنی اس کو بہ نرمی نصیحت فرمانا اور نرمی کا حکم اس لیے تھا کہ اس نے بچپن میں آپ کی خدمت کی تھی اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ نرمی سے مراد یہ ہے کہ آپ اس سے وعدہ کریں کہ اگر وہ ایمان قبول کرے گا تو تمام عمر جوان رہے گا کبھی بڑھاپا نہ آئے گا اور مرتے دم تک اس کی سلطنت باقی رہے گی اور کھانے پینے اور نکاح کی لذتیں تادمِ مرگ باقی رہیں گی اور بعد موت دُخولِ جنت مُیَسَّر آئے گا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرعون سے یہ وعدے کئے تو اس کو یہ بات بہت پسند آئی لیکن وہ کسی کام پر بغیر مشورہ ہامان کے قطعی فیصلہ نہیں کرتا تھا، ہامان موجود نہ تھا جب وہ آیا تو فرعون نے اس کو یہ خبر دی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت پر ایمان قبول کرلوں۔ ہامان کہنے لگا: میں تو تجھ کو عاقل ودانا سمجھتا تھا! تو رب ہے، بندہ بنا چاہتا ہے! تو معبود ہے، عابد بننے کی خواہش کرتا ہے! فرعون نے کہا: تو نے ٹھیک کہا اور حضرت ہارون علیہ السلام مصر میں تھے، اللّٰہ تعالٰی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم کیا کہ وہ حضرت ہارون کے پاس آئیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کو وحی کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملیں۔ چنانچہ وہ ایک منزل چل کر آپ سے ملے اور جو وحی انہیں ہوئی تھی اس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی۔ ف۵۰ یعنی آپ کی تعلیم ونصیحت اس امید کے ساتھ ہونی چاہئے تاکہ آپ

قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَ اَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا

فرمایا ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں ف۵۱ سنتا اور دیکھتا ف۵۲ تو اُس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب

رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﳔ وَ لَا تُعَذِّبْهُمْؕ قَدْ جِئْنٰكَ

کے بھیجے ہوئے ہیں تو اولادِ یعقوب کو ہمارے ساتھ چھوڑ دے ف۵۳ اور انہیں تکلیف نہ دے ف۵۴ بے شک ہم تیرے پاس

بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكَؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَاۤ

تیرے رب کی طرف سے نشانی لائے ہیں ف۵۵ اور سلامتی اُسے جو ہدایت کی پیروی کرے ف۵۶ بے شک ہماری طرف وحی ہوئی ہے

اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾

کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے ف۵۷ اور منہ پھیرے ف۵۸ بولا تو تم دونوں کا خدا کون ہے اے موسیٰ

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ

کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی ف۵۹ پھر راہ دکھائی ف۶۰ بولا ف۶۱ اگلی سنگتوں

الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ

کا کیا حال ہے ف۶۲ کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے ف۶۳ میرا رب نہ بہکے

وَ لَا یَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا

نہ بھولے وہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں چلتی راہیں رکھیں

وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾

اور آسمان سے پانی اُتارا ف۶۴ تو ہم نے اُس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے ف۶۵

کے لیے اجرا اور اس پر الزام حُجت اور قطعِ عذر ہو جائے اور حقیقت میں ہونا تو وہی ہے جو تقدیرِ الٰہی ہے۔ ف۵۱ اپنی مدد سے ف۵۲ اس کے قول و فعل کو ف۵۳ اور انہیں بندگی و اَسیری سے رہا کر دے۔ ف۵۴ محنت و مشقت کے سخت کام لے کر۔ ف۵۵ یعنی معجزے جو ہمارے صدقِ نبوت کی دلیل ہیں۔ فرعون نے کہا: وہ کیا ہیں؟ تو آپ نے معجزۂ یدِ بیضاء (سورج کی طرح ہاتھ چمکنے کا معجزہ) دکھایا۔ ف۵۶ یعنی دونوں جہان میں اس کے لیے سلامتی ہے وہ عذاب سے محفوظ رہے گا۔ ف۵۷ ہماری نبوت کو اور ان اَحکام کو جو ہم لائے۔ ف۵۸ ہماری ہدایت سے۔ حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام نے فرعون کو یہ پیغام پہنچا دیا تو وہ ف۵۹ ہاتھ کو اس کے لائق ایسی کہ کسی چیز کو پکڑ سکے، پاؤں کو اس کے قابل کہ چل سکے، زبان کو اس کے مناسب کہ بول سکے، آنکھ کو اس کے موافق کہ دیکھ سکے، کان کو ایسی کہ سن سکے۔ ف۶۰ اور اس کی معرفت دی کہ دنیا کی زندگانی اور آخرت کی سعادت کے لیے اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کو کس طرح کام میں لایا جائے۔ ف۶۱ فرعون ف۶۲ یعنی جو امتیں گزر چکی ہیں مثل قومِ نوح و عاد و ثمود کے جو بتوں کو پوجتے تھے اور بَعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھائے جانے کے منکر تھے، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ف۶۳ یعنی لوحِ محفوظ میں ان کے تمام احوال مکتوب ہیں، روزِ قیامت انہیں ان اعمال پر جزا دی جائے گی۔ ف۶۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام تو یہاں تمام ہو گیا اب اللہ تعالیٰ اہلِ مکہ کو خطاب کر کے اس کی تتمیم فرماتا ہے ف۶۵ یعنی قسم قسم کے سبزے مختلف رنگتوں خوشبوؤں شکلوں کے بعض آدمیوں کے لیے بعض جانوروں کے لیے۔

ع ٢ ٣٠ ١١

كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۟ؑ مِنْهَا

تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ ف٦٦ بےشک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ہم نے زمین

خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝٥٥ وَلَقَدْ

ہی سے تمہیں بنایا ف٦٧ اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے ف٦٨ اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے ف٦٩ اور بیشک ہم

اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝٥٦ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

نے اسے ف٧٠ اپنی سب نشانیاں ف٧١ دکھائیں تو اس نے جھٹلایا اور نہ مانا ف٧٢ بولا کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے سبب ہماری

بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝٥٧ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

زمین سے نکال دو اے موسیٰ ف٧٣ تو ضرور ہم بھی تمہارے آگے ویسا ہی جادو لائیں گے ف٧٤ تو ہم میں اور اپنے میں ایک

مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝٥٨ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

وعدہ ٹھہرا دو جس سے نہ ہم بدلہ لیں (آگے پیچھے ہوں) نہ تم ہموار جگہ ہو موسیٰ نے کہا تمہارا وعدہ

يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝٥٩ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ

میلے کا دن ہے ف٧٥ اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کیے جائیں ف٧٦ تو فرعون پھرا اور اپنے داؤں (مکروفریب) اکٹھے کیے ف٧٧

ثُمَّ اَتٰى ۝٦٠ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ

پھر آیا ف٧٨ ان سے موسیٰ نے کہا تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو ف٧٩ کہ وہ تمہیں عذاب

بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝٦١ فَتَنَازَعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا

سے ہلاک کردے اور بےشک نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا ف٨٠ تو اپنے معاملہ میں باہم مختلف ہوگئے ف٨١ اور چھپ کر

ف٦٦ یہ امر اِباحت اور تذکیرِ نعمت کے لیے ہے یعنی ہم نے یہ سبزے نکالے تمہارے لیے ان کا کھانا اور اپنے جانوروں کو چرانا مباح کر کے۔ ف٦٧ تمہارے جدِّ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا کر کے۔ ف٦٨ تمہاری موت ودفن کے وقت ف٦٩ روز قیامت۔ ف٧٠ یعنی فرعون کو ف٧١ یعنی کل آیاتِ تِسع (نو نشانیاں) جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی تھیں۔ ف٧٢ اور ان آیات کو سحر بتایا اور قبول حق سے انکار کیا اور۔ ف٧٣ یعنی ہمیں مصر سے نکال کر خود اس پر قبضہ کرو اور بادشاہ بن جاؤ۔ ف٧٤ اور جادو میں ہمارا اور تمہارا مقابلہ ہوگا ف٧٥ اس میلہ سے فرعونیوں کا میلہ مراد ہے جو ان کی عید تھی اور اس میں وہ زینتیں کر کر کے جمع ہوتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا کہ یہ دن عاشوراء یعنی دسویں محرم کا تھا اور اس سال یہ تاریخ سنیچر کو واقع ہوئی تھی۔ اس روز کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس لیے مُعیّن فرمایا کہ یہ روز ان کی غایت شوکت کا دن تھا اس کو مقرر کرنا اپنے کمال قوّت کا اِظہار ہے نیز اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ حق کا ظہور اور باطل کی رسوائی کے لیے ایسا ہی وقت مناسب ہے جبکہ اَطراف وجوانب کے تمام لوگ مجتمع ہوں۔ ف٧٦ تا کہ خوب روشنی پھیل جائے اور دیکھنے والے باطمینان دیکھ سکیں اور ہر چیز صاف صاف نظر آئے۔ ف٧٧ کثیرُ التعداد جادوگروں کو جمع کیا ف٧٨ وعدہ کے دن ان سب کو لے کر ف٧٩ کسی کو اس کا شریک کر کے ف٨٠ اللہ تعالیٰ پر۔ ف٨١ یعنی جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام سن کر آپس میں مختلف ہوگئے۔ بعض کہنے لگے کہ یہ بھی ہماری مثل جادوگر ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ باتیں ہی جادوگروں کی نہیں وہ اللہ پر جھوٹ باندھنے کو منع کرتے ہیں۔

النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْۤا اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ

مشورت کی بولے بیشک یہ دونوں ف۸۲ ضرور جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری

اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَ يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ

زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں اور تمہارا اچھا دین لے جائیں تو اپنا داؤں (فریب) پکا کر لو پھر

ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَ قَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ

پَرا باندھ (صف بنا) کر آؤ اور آج مراد کو پہنچا جو غالب رہا بولے ف۸۳ اے موسیٰ یا تو

تُلْقِيَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا

تم ڈالو ف۸۴ یا ہم پہلے ڈالیں ف۸۵ موسیٰ نے کہا بلکہ تمہیں ڈالو ف۸۶ جبھی

حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ

اُن کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں ف۸۷ تو اپنے

نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَ اَلْقِ مَا

جی میں موسیٰ نے خوف پایا ہم نے فرمایا ڈر نہیں بےشک تو ہی غالب ہے اور ڈال تو دے جو

فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا يُفْلِحُ

تیرے دہنے ہاتھ میں ہے ف۸۸ وہ ان کی بناوٹوں کو نگل جائے گا وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر

السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ

کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے ف۸۹ تو سب جادوگر سجدے میں گرا لیے گئے بولے ہم اُس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ

وَ مُوْسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ

کا رب ہے ف۹۰ فرعون بولا کیا تم اُس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے

ف۸۲ یعنی حضرت موسیٰ وحضرت ہارون ف۸۳ جادوگر ف۸۴ پہلے اپنا عصا ف۸۵ اپنے سامان۔ ابتداء کرنا جادوگروں نے ادباً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رائے مبارک پر چھوڑا اور اس کی برکت سے آخر کار اللہ تعالیٰ نے انہیں دولتِ ایمان سے مشرف فرمایا۔ ف۸۶ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس لیے فرمایا کہ جو کچھ جادو کے مکر ہیں پہلے وہ سب ظاہر کرچکیں اس کے بعد آپ معجزہ دکھائیں اور حق باطل کو مٹائے اور معجزہ سحر کو باطل کرے تو دیکھنے والوں کو بصیرت و عبرت حاصل ہو۔ چنانچہ جادوگروں نے رسیاں لاٹھیاں وغیرہ جو سامان لائے تھے سب ڈال دیا اور لوگوں کی نظر بندی کردی۔ ف۸۷ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ زمین سانپوں سے بھر گئی اور میلوں کے میدان میں سانپ ہی سانپ دوڑ رہے ہیں اور دیکھنے والے اس باطل نظر بندی سے مسحور ہو گئے کہیں ایسا نہ ہو کہ بعض معجزہ دیکھنے سے پہلے ہی اس کے گرویدہ ہوجائیں اور معجزہ نہ دیکھیں۔ ف۸۸ یعنی اپنا عصا ف۸۹ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اپنا عصا ڈالا وہ جادوگروں کے تمام اژدھوں اور سانپوں کو نگل گیا اور آدمی اس کے خوف سے گھبرا گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے دست مبارک میں لیا تو مثل سابق عصا

عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ

تم سب کو جادو سکھایا ۹۱ تو مجھے قسم ہے ضرور میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا ۹۲ اور

لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿۷۱﴾

تمہیں کھجور کے ڈنڈ (سوکھے تنے) پر سولی چڑھاؤں گا اور ضرور تم جان جاؤ گے کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے ۹۳

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ

بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے ان روشن دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئیں ۹۴ ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم تو تو کر چک

مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۷۲﴾ ؕ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا

جو تجھے کرنا ہے ۹۵ تو اس دنیا ہی کی زندگی میں تو کرے گا ۹۶ بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے

لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّ

کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے اور وہ جو تو نے ہمیں مجبور کیا جادو پر ۹۷ اور اللہ بہتر ہے ۹۸ اور

اَبْقٰى ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا

الثلث

سب سے زیادہ باقی رہنے والا ۹۹ بیشک جو اپنے رب کے حضور مجرم ۱۰۰ ہو کر آئے تو ضرور اس کے لیے جہنم ہے جس میں نہ مرے ۱۰۱

وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ

نہ جئے ۱۰۲ اور جو اس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے کہ اچھے کام کئے ہوں ۱۰۳ تو انہیں کے

ہو گیا یہ دیکھ کر جادوگروں کو یقین ہوا کہ یہ معجزہ ہے جس سے سحر مقابلہ نہیں کر سکتا اور جادو کی فریب کاری اس کے سامنے قائم نہیں رہ سکتی۔ **ف۹۰** سبحان اللہ کیا عجیب حال تھا جن لوگوں نے ابھی کفر وجُحود کے لیے رسیاں اور عصا ڈالے تھے ابھی معجزہ دیکھ کر انہوں نے شکر وسجود کے لیے سر جھکا دیئے اور گردنیں ڈال دیں منقول ہے کہ اس سجدے میں انہیں جنت اور دوزخ دکھائی گئی اور انہوں نے جنت میں اپنے منازِل دیکھ لیے۔ **ف۹۱** یعنی جادو میں وہ استاد کامل اور تم سب سے فائق ہے۔ (معاذاللہ) **ف۹۲** یعنی دہنے ہاتھ اور بائیں پاؤں **ف۹۳** اس سے فرعون ملعون کی مراد یہ تھی کہ اس کا عذاب سخت تر ہے، یا رب العالمین کا۔ فرعون کا یہ مُتکبِّرانہ کلمہ سن کر وہ جادوگر **ف۹۴** یدِ بیضا اور عصائے موسیٰ۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ان کا استدلال یہ تھا کہ اگر تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مُعجزہ کو بھی سحر کہتا ہے تو بتا وہ رسے اور لاٹھیاں کہاں گئیں؟ بعض مُفسِّرین کہتے ہیں کہ بیّنات سے مراد جنت اور اس میں اپنے منازِل کا دیکھنا ہے۔ **ف۹۵** ہمیں اس کی کچھ پروا نہیں **ف۹٦** آگے تو تیری کچھ مجال نہیں اور دنیا زائل اور یہاں کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے تو مہربان بھی ہو تو بقائے دوام نہیں دے سکتا پھر زندگانی دنیا اور اس کی راحتوں کے زوال کا کیا غم بالخصوص اس کو جو جانتا ہے کہ آخرت میں اعمالِ دنیا کی جزا ملے گی۔ **ف۹۷** حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں۔ بعض مُفسِّرین نے فرمایا کہ فرعون نے جب جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لیے بلایا تھا تو جادوگروں نے فرعون سے کہا تھا کہ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ اس کی کوشش کی گئی اور انہیں ایسا موقع بہم پہنچا دیا گیا انہوں نے دیکھا کہ حضرت خواب میں ہیں اور عصائے شریف پہرہ دے رہا ہے یہ دیکھ کر جادوگروں نے فرعون سے کہا کہ موسیٰ جادوگر نہیں ہیں کیونکہ جادوگر جب سوتا ہے تو اس وقت اس کا جادو کام نہیں کرتا مگر فرعون نے انہیں جادو کرنے پر مجبور کیا، اس کی مغفرت کے وہ اللہ تعالیٰ سے طالب اور امیدوار ہیں۔ **ف۹۸** فرمانبرداروں کو ثواب دینے میں **ف۹۹** بلحاظ عذاب کرنے کے نافرمانوں پر۔ **ف۱۰۰** یعنی کافر مثل فرعون کے **ف۱۰۱** کہ مر کر ہی اس سے چھوٹ سکے۔ **ف۱۰۲** ایسا جینا جس سے کچھ نفع اٹھا سکے۔ **ف۱۰۳** یعنی جن کا ایمان پر خاتمہ ہوا ہو اور انہوں نے اپنی زندگی میں نیک عمل کئے ہوں فرائض اور نوافل بجالائے ہوں۔

الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

درجے اونچے بسنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ اُن میں

فِیْهَاؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ وَ لَقَدْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ

ع ۳ ۲۲ ۱۲

رہیں اور یہ صلہ ہے اس کا جو پاک ہوا و۱۰۴ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو وحی کی و۱۰۵ کہ راتوں رات میرے

بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًاۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا

بندوں کو لے چل و۱۰۶ اور ان کے لیے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے و۱۰۷ تجھے ڈر نہ ہوگا کہ فرعون آلے اور نہ

تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْؕ ﴿۷۸﴾

خطرہ و۱۰۸ تو ان کے پیچھے فرعون پڑا اپنے لشکر لے کر و۱۰۹ تو انھیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپ لیا و۱۱۰

وَ اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَ مَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰكُمْ

اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی و۱۱۱ اے بنی اسرائیل بے شک ہم نے تم کو تمہارے

مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ

دشمن و۱۱۲ سے نجات دی اور تمہیں طور کی دہنی طرف کا وعدہ دیا و۱۱۳ اور تم پر من اور

وَ السَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِیْهِ فَیَحِلَّ

سلویٰ اُتارا و۱۱۴ کھاؤ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ کرو و۱۱۵ کہ تم پر

عَلَیْكُمْ غَضَبِیْۚ وَ مَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ

میرا غضب اُترے اور جس پر میرا غضب اُترا بے شک وہ گرا و۱۱۶ اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں

لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَ مَاۤ اَعْجَلَكَ عَنْ

اُسے جس نے توبہ کی و۱۱۷ اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا و۱۱۸ اور تو نے اپنی قوم سے

و۱۰۴ کفر کی نجاست اور معاصی کی گندگی سے۔ و۱۰۵ جبکہ فرعون معجزات دیکھ کر راہ پر نہ آیا اور پند پذیر نہ ہوا اور بنی اسرائیل پر ظلم و ستم اور زیادہ کرنے لگا۔ و۱۰۶ مصر سے اور جب دریا کے کنارے پہنچیں اور فرعونی لشکر پیچھے سے آئے تو اندیشہ نہ کر و۱۰۷ اپنا عصا مار کر و۱۰۸ دریا میں غرق ہونے کا۔ موسیٰ علیہ السلام حکم الٰہی پاکر شب کے اول وقت ستر ہزار بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر مصر سے روانہ ہوگئے۔ و۱۰۹ جن میں چھ لاکھ قبطی تھے۔ و۱۱۰ وہ غرق ہوگئے اور پانی ان کے سروں سے اونچا ہوگیا۔ و۱۱۱ اس کے بعد اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے اوراحسان کا ذکر کیا اور فرمایا: و۱۱۲ یعنی فرعون اور اس کی قوم و۱۱۳ کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کو وہاں توریت عطا فرمائیں گے جس پر عمل کیا جائے و۱۱۴ تیہ میں اور فرمایا: و۱۱۵ ناشکری اور کفرانِ نعمت کر کے اور ان نعمتوں کو مَعاصی اور گناہوں میں خرچ کر کے یا ایک دوسرے پر ظلم کر کے و۱۱۶ جہنم میں اور ہلاک ہوا۔ و۱۱۷ شرک سے و۱۱۸ تا دمِ آخر۔

قَوْمِكَ یٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰۤى اَثَرِیْ وَ عَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ

کیوں جلدی کی اے موسیٰ و۱۱۹ عرض کی کہ وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا

لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ

کہ تو راضی ہو ف۱۲۰ فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو و۱۲۱ بلا میں ڈالا اور انہیں سامری

السَّامِرِیُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ۬ قَالَ یٰقَوْمِ

نے گمراہ کر دیا و۱۲۲ تو موسیٰ اپنی قوم کی طرف پلٹا و۱۲۳ غصہ میں بھرا افسوس کرتا و۱۲۴ کہا اے میری قوم

اَلَمْ یَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ؕ اَفَطَالَ عَلَیْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ

کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ کیا تھا و۱۲۵ کیا تم پر مدت لمبی گزری یا تم نے چاہا

اَنْ یَّحِلَّ عَلَیْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِیْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَاۤ

کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اُترے تو تم نے میرا وعدہ خلاف کیا و۱۲۶ بولے ہم نے

اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَ لٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِیْنَةِ الْقَوْمِ

آپ کا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف نہ کیا لیکن ہم سے کچھ بوجھ اٹھوائے گئے اس قوم کے گہنے کے و۱۲۷

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِیُّ ﴿۸۷﴾ۙ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا

تو ہم نے اُنھیں و۱۲۸ ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے ڈالا و۱۲۹ تو اُس نے اُن کے لیے ایک بچھڑا نکالا بے جان کا دھڑ

لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰى ۚ۬ فَنَسِیَ ﴿۸۸﴾ؕ اَفَلَا یَرَوْنَ

گائے کی طرح بولتا ف۱۳۰ تو بولے و۱۳۱ یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا معبود موسیٰ تو بھول گئے و۱۳۲ تو کیا نہیں دیکھتے

و۱۱۹ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی قوم میں سے ستر آدمیوں کو منتخب کر کے توریت لینے طور پر تشریف لے گئے پھر کلامِ پروردگار کے شوق میں ان سے آگے بڑھ گئے انہیں پیچھے چھوڑ دیا اور فرمادیا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ، اس پر اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اَعْجَلَكَ (اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی کی اے موسیٰ!) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ف۱۲۰ یعنی تیری رضا اور زیادہ ہو۔ **مسئلہ:** اس آیت سے اِجتہاد کا جواز ثابت ہوا۔ (مدارک) و۱۲۱ جنہیں آپ نے حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ چھوڑا ہے۔ و۱۲۲ گوسالہ پرستی کی دعوت دے کر۔ **مسئلہ:** اس آیت میں اضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت سامری کی طرف فرمائی گئی کیونکہ وہ اس کا سبب و باعث ہوا اس سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کو سبب کی طرف نسبت کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کہہ سکتے ہیں کہ ماں باپ نے پرورش کی، دینی پیشواؤں نے ہدایت کی، اولیاء نے حاجت روائی فرمائی، بزرگوں نے بلا دفع کی۔ مفسرین نے فرمایا ہے کہ اُمورِ ظاہر میں مَنشاء و سبب کی طرف مَنسوب کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ حقیقت میں ان کا مُوجِد اللّٰہ تعالیٰ ہے اور قرآن کریم میں ایسی نسبتیں بکثرت وارد ہیں۔ (خازن) و۱۲۳ چالیس دن پورے کر کے توریت لے کر و۱۲۴ ان کے حال پر و۱۲۵ کہ وہ تمہیں توریت عطا فرمائے گا جس میں ہدایت ہے، نور ہے، ہزار سورتیں ہیں، ہر سورت میں ہزار آیتیں ہیں۔ و۱۲۶ اور ایسا ناقص کام کیا کہ گوسالہ کو پوجنے لگے تمہارا وعدہ تو مجھ سے یہ تھا کہ میرے حکم کی اطاعت کرو گے اور میرے دین پر قائم رہو گے و۱۲۷ یعنی قوم فرعون کے زیوروں کے جو بنی اسرائیل نے ان لوگوں سے عاریت کے طور پر مانگ لیے تھے۔ و۱۲۸ سامری کے حکم سے آگ میں و۱۲۹ ان زیوروں کو جو اس کے پاس تھے اور اس خاک کو جو حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے نیچے سے اس نے حاصل کی تھی۔ ف۱۳۰ یہ بچھڑا سامری نے بنایا اور اس میں کچھ سوراخ اس طرح رکھے کہ جب

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ۬ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ

کہ وہ ف۱۳۳ اُنھیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور اُن کے کسی بُرے بھلے کا اختیار نہیں رکھتا ف۱۳۴ اور بے شک

قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ

ان سے ہارون نے اس سے پہلے کہا تھا کہ اے میری قوم یونہی ہے کہ تم اس کے سبب فتنے میں پڑے ف۱۳۵ اور بے شک تمہارا رب رحمٰن ہے

فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى

تو میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو بولے ہم تو اس پر آسن مارے جمے (پوجا کیلئے جم کر بیٹھے) رہیں گے ف۱۳۶ جب تک

يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۙ ﴿٩٢﴾

ہمارے پاس موسیٰ لوٹ کے آئیں ف۱۳۷ موسیٰ نے کہا اے ہارون تمہیں کس بات نے روکا تھا جب تم نے اُنھیں گمراہ ہوتے دیکھا تھا

اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَ

کہ میرے پیچھے آتے ف۱۳۸ تو کیا تم نے میرا حکم نہ مانا کہا اے میرے ماں جائے نہ میری داڑھی پکڑو اور

لَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ

نہ میرے سر کے بال مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہو گے تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے

تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ

میری بات کا انتظار نہ کیا ف۱۳۹ موسیٰ نے کہا اب تیرا کیا حال ہے اے سامری ف۱۴۰ بولا میں نے وہ دیکھا جو

يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ

لوگوں نے نہ دیکھا ف۱۴۱ تو ایک مٹھی بھرلی فرشتے کے نشان سے پھر اُسے ڈال دیا ف۱۴۲ اور

ان میں ہوا داخل ہو تو اس سے بچھڑے کی آواز کی طرح آواز پیدا ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ اسپ جبریل کی خاکِ زیرِ قدم ڈالنے سے زندہ ہو کر بچھڑے کی طرح بولتا تھا۔ ف۱۳۱ سامری اور اس کے مُتَّبِعین۔ ف۱۳۲ یعنی موسیٰ معبود کو بھول گئے اور اس کو یہاں چھوڑ کر اس کی جستجو میں طور پر چلے گئے۔ (معاذ اللّٰہ) بعض مفسرین نے کہا کہ نَسِیَ کا فاعل سامری ہے اور معنی یہ ہیں کہ سامری نے جو بچھڑے کو معبود بنایا وہ اپنے رب کو بھول گیا یا وہ حدوثِ اجسام سے استدلال کرنا بھول گیا۔ ف۱۳۳ بچھڑا ف۱۳۴ خطاب سے بھی عاجز اور نفع وضرر سے بھی وہ کس طرح معبود ہو سکتا ہے۔ ف۱۳۵ تو اسے نہ پوجو ف۱۳۶ گوسالہ پرستی پر قائم رہیں گے اور تمہاری بات نہ مانیں گے۔ ف۱۳۷ اس پر حضرت ہارون علیہ السلام ان سے علیحدہ ہو گئے اور ان کے ساتھ بارہ ہزار وہ لوگ جنہوں نے بچھڑے کی پرستش نہ کی تھی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس تشریف لائے تو آپ نے ان کے شور مچانے اور باجے بجانے کی آوازیں سنیں جو بچھڑے کے گرد ناچتے تھے، تب آپ نے اپنے ستر ہمراہیوں سے فرمایا یہ فتنہ کی آواز ہے، جب قریب پہنچے اور حضرت ہارون کو دیکھا تو غیرت دینی سے جو آپ کی سِرِشت (فطرت) تھی جوش میں آکر ان کے سر کے بال داہنے ہاتھ میں اور داڑھی بائیں میں پکڑی اور۔ ف۱۳۸ اور مجھے خبر دے دیتے یعنی جب انہوں نے تمہاری بات نہ مانی تھی تو تم مجھ سے کیوں نہیں آملے کہ تمہارا ان سے جدا ہونا بھی ان کے حق میں ایک زجر ہوتا۔ ف۱۳۹ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ ف۱۴۰ تو نے ایسا کیوں کیا اس کی وجہ بتا ف۱۴۱ یعنی میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور ان کو پہچان لیا وہ اسپِ حیات (جنتی گھوڑے براق) پر سوار تھے، میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں ان کے گھوڑے کے نشانِ قدم کی خاک لے لوں۔ ف۱۴۲ اس بچھڑے میں جس کو بنایا تھا۔

سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا

میرے جی کو یہی بھلا لگا ف۱۴۳ کہا تو چلتا بن ف۱۴۴ کہ دنیا کی زندگی میں تیری سزا یہ ہے کہ ف۱۴۵ تو کہے

مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ

چھو نہ جا ف۱۴۶ اور بے شک تیرے لیے ایک وعدہ کا وقت ہے ف۱۴۷ جو تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور اپنے اس معبود کو دیکھ جس کے سامنے تو دن بھر آسن

عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ

مارے (پوجا کے لیے بیٹھا) رہا ف۱۴۸ قسم ہے ہم ضرور اسے جلائیں گے پھر ریزہ ریزہ کرکے دریا میں بہائیں گے ف۱۴۹ تمہارا معبود تو وہی

اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کو اس کا علم محیط ہے ہم ایسا ہی

عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَنْ

تمہارے سامنے اگلی خبریں بیان فرماتے ہیں اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا فرمایا ف۱۵۰ جو

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ

اُس سے منہ پھیرے ف۱۵۱ تو بے شک وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا ف۱۵۲ وہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے ف۱۵۳ اور وہ قیامت

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ

کے دن اُن کے حق میں کیا ہی برا بوجھ ہوگا جس دن صور پھونکا جائے گا ف۱۵۴ اور ہم اس دن مجرموں کو ف۱۵۵ اٹھائیں گے

يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ

نیلی آنکھیں ف۱۵۶ آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ تم دنیا میں نہ رہے مگر دس رات ف۱۵۷ ہم

ف۱۴۳ اور یہ فعل میں نے اپنے ہی ہوائے نفس سے کیا کوئی دوسرا اس کا باعث ومُحرِّک نہ تھا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ف۱۴۴ دور ہو جا ف۱۴۵ جب تجھ سے کوئی ملنا چاہے جو تیرے حال سے واقف نہ ہو تو اس سے ف۱۴۶ یعنی سب سے علیحدہ رہنا نہ تجھ سے کوئی چھوئے نہ تو کسی سے چھوئے۔ لوگوں سے ملنا اس کے لیے کلی طور پر ممنوع قرار دیا گیا اور ملاقات مُکالمت خرید وفروخت ہر ایک کے ساتھ حرام کر دی گئی اور اگر اتفاقاً کوئی اس سے چھو جاتا تو وہ اور چھونے والا دونوں شدید بخار میں مبتلا ہوتے، وہ جنگل میں یہی شور مچاتا پھرتا تھا کہ کوئی چھو نہ جانا اور وحشیوں اور درندوں میں زندگی کے دن نہایت تلخی و وحشت میں گزارتا تھا۔ ف۱۴۷ یعنی عذاب کے وعدے کا آخرت میں بعد اس عذاب دنیا کے تیرے شرک وفساد انگیزی پر ف۱۴۸ اور اس کی عبادت پر قائم رہا ف۱۴۹ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے ایسا کیا اور جب آپ سامری کے اس فساد کو مٹا چکے تو بنی اسرائیل سے مُخاطبہ فرما کر دینِ حق کا بیان فرمایا اور ارشاد کیا ف۱۵۰ یعنی قرآن پاک کہ وہ ذکرِ عظیم ہے اور جو اس کی طرف متوجہ ہو اس کے لیے اس کتاب کریم میں نجات اور برکتیں ہیں اور اس کتابِ مقدّس میں اُمَمِ ماضیہ (گزشتہ امتوں) کے ایسے حالات کا ذکر و بیان ہے جو فکر کرنے اور عبرت حاصل کرنے کے لائق ہیں۔ ف۱۵۱ یعنی قرآن سے اور اس پر ایمان نہ لائے اور اس کی ہدایتوں سے فائدہ نہ اٹھائے۔ ف۱۵۲ گناہوں کا بارگراں ف۱۵۳ یعنی اس گناہ کے عذاب میں ف۱۵۴ لوگوں کو محشر میں حاضر کرنے کے لیے مراد اس سے نفخۂ ثانیہ (دوسری مرتبہ صور کا پھونکا جانا) ہے۔ ف۱۵۵ یعنی کافروں کو اس حال میں ف۱۵۶ اور کالے منہ ف۱۵۷ آخرت کے اہوال اور وہاں کے خوفناک منازل دیکھ کر انہیں زندگانی دنیا کی مدت بہت قلیل معلوم ہوگی۔

أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ ع

خوب جانتے ہیں جو وہ و۱۵۸ کہیں گے جب کہ ان میں سب سے بہتر رائے والا کہے گا کہ تم صرف ایک ہی دن رہے تھے و۱۵۹

ع ۵ ۱۵ ۱۴

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا

اور تم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں ف۱۶۰ تم فرماؤ انھیں میرا رب ریزہ ریزہ کرکے اُڑا دے گا تو زمین کو پٹ پر

صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ

ہموار کر چھوڑے گا کہ تو اُس میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھے اُس دن پکارنے والے

الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا

کے پیچھے دوڑیں گے و۱۶۱ اُس میں کجی نہ ہوگی و۱۶۲ اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور و۱۶۳ پست ہوکر رہ جائیں گی تو تو نہ سنے گا مگر بہت

هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ

آہستہ آواز و۱۶۴ اُس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے و۱۶۵ اذن دے دیا ہے اور اُس کی

لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ

بات پسند فرمائی وہ جانتا ہے جو کچھ اُن کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے و۱۶۶ اور اُن کا علم اسے نہیں

عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾

گھیر سکتا و۱۶۷ اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور و۱۶۸ اور بے شک نامراد رہا جس نے ظلم کا بوجھ لیا و۱۶۹

و۱۵۸ آپس میں ایک دوسرے سے و۱۵۹ بعض مفسرین نے کہا کہ وہ اس دن کے شدائد دیکھ کر اپنے دنیا میں رہنے کی مقدار بھول جائیں گے۔ ف۱۶۰ **شانِ نزول:** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ قبیلۂ ثقیف کے ایک آدمی نے رسول کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن پہاڑوں کا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ و۱۶۱ جو انہیں روزِ قیامت موقف (میدانِ محشر) کی طرف بلائے گا اور ندا کرے گا کہ چلو رحمٰن کے حضور پیش ہونے کو اور یہ پکارنے والے حضرت اسرافیل ہوں گے۔ و۱۶۲ اور اس دعوت سے کوئی انحراف نہ کر سکے گا۔ و۱۶۳ ہیبت وجلال سے۔ و۱۶۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا ایسی کہ اس میں صرف لبوں کی جنبش ہوگی۔ و۱۶۵ شفاعت کرنے کا و۱۶۶ یعنی تمام ماضِیات و مستقبلات اور جملہ اُمورِ دنیا و آخرت یعنی اللہ تعالٰی کا علم بندوں کی ذات وصفات اور جملہ حالات کو مُحیط ہے۔ و۱۶۷ یعنی تمام کائنات کا علم ذاتِ الٰہی کا احاطہ نہیں کرسکتا اس کی ذات کا اِدراک علومِ کائنات کی رسائی سے برتر ہے وہ اپنے اَسماء وصفات اور آثارِ قدرت وشُیونِ حکمت سے پہچانا جاتا ہے:

کجا دریابد او را عقل چالاک — کہ او بالا تر است از حد ادراک

نظر کُن اندر اسماء و صفاتش — کہ واقف نیست کس از کنہ ذاتش

(یعنی تیز عقل بھی اس کی ذات کا ادراک کیسے کرسکتی ہے؟ جبکہ وہ تو فہم وادراک سے برتر ہے، لہٰذا اس کی صفات واسماء میں غور وفکر کرو کہ اس کی ذات وحقیقت سے کوئی آشنا نہیں) بعض مفسرین نے اس آیت کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ علومِ خَلق معلوماتِ اِلٰہیہ کا احاطہ نہیں کرسکتے، بظاہر یہ عبارتیں دو ہیں مگر مآل پر نظر رکھنے والے بآسانی سمجھ لیتے ہیں کہ فرق صرف تعبیر کا ہے۔ و۱۶۸ اور ہر ایک شانِ عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہوگا، کسی میں سرکشی نہ رہے گی، اللہ تعالٰی کے قہر وحکومت کا ظہور تام ہوگا۔ و۱۶۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اس کی تفسیر میں فرمایا: جس نے شرک کیا ٹوٹے (نقصان) میں رہا اور بیشک شرک شدید ترین ظلم ہے اور جو اس ظلم کا زیر بار ہوکر (بوجھ اُٹھا کر) موقفِ قیامت میں آئے اس سے بڑھ کر نامراد کون؟

وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾

اور جو کچھ نیک کام کرے اور ہو مسلمان تو اسے نہ زیادتی کا خوف ہوگا نہ نقصان کا ف۱۷۰

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا وَّصَرَّفْنَا فِیْهِ مِنَ الْوَعِیْدِ لَعَلَّهُمْ

اور یونہی ہم نے اُسے عربی قرآن اتارا اور اس میں طرح طرح سے عذاب کے وعدے دیئے ف۱۷۱ کہ کہیں

یَتَّقُوْنَ اَوْ یُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا

انھیں ڈر ہو یا ان کے دل میں کچھ سوچ پیدا کرے ف۱۷۲ تو سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ ف۱۷۳ اور

تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤى اِلَیْكَ وَحْیُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ

قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہولے ف۱۷۴ اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے

عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾

علم زیادہ دے اور بے شک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا ف۱۷۵ تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا

ع ۶ / ۱۱ / ۱۵

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾

اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدے میں گرے مگر ابلیس اُس نے نہ مانا

فَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا یُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ

تو ہم نے فرمایا اے آدم بے شک یہ تیرا اور تیری بی بی کا دشمن ہے ف۱۷۶ تو ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے

فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ ۙ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِیْهَا

پھر تو مشقت میں پڑے ف۱۷۷ بیشک تیرے لیے جنت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو نہ ننگا ہو اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے

وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى

نہ دھوپ ف۱۷۸ تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا بولا اے آدم کیا میں تمہیں بتادوں

ف۱۷۰ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ طاعت اور نیک اعمال سب کی قبولیت ایمان کے ساتھ مشروط ہے کہ ایمان ہو تو سب نیکیاں کارآمد ہیں اور ایمان نہ ہو تو سب عمل بیکار۔ **ف۱۷۱** فرائض کے چھوڑنے اور ممنوعات کا ارتکاب کرنے پر۔ **ف۱۷۲** جس سے انہیں نیکیوں کی رغبت اور بدیوں سے نفرت ہو اور وہ پند و نصیحت حاصل کریں۔ **ف۱۷۳** جو اصل مالک ہے اور تمام بادشاہ اس کے محتاج۔ **ف۱۷۴ شان نزول:** جب حضرت جبریل قرآن کریم لے کر نازل ہوتے تھے تو حضور سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے اور جلدی کرتے تھے تاکہ خوب یاد ہوجائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، فرمایا گیا کہ آپ مشقت نہ اٹھائیں اور سورۂ قِیامہ میں اللہ تعالٰی نے خود ذمہ لے کر آپ کی اور زیادہ تسلی فرمادی۔ **ف۱۷۵** کہ شجرِ ممنوعہ کے پاس نہ جائیں۔ **ف۱۷۶** اس سے معلوم ہوا کہ صاحبِ فضل و شرف کی فضیلت کو تسلیم نہ کرنا اور اس کی تعظیم و احترام بجالانے سے اعراض کرنا دلیلِ حسد و عداوت ہے۔ اس آیت میں شیطان کا حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنا آپ کے ساتھ اس کی دشمنی کی دلیل قرار دیا گیا۔ **ف۱۷۷** اور اپنی غذا اور خوراک کے لیے زمین جوتنے، کھیتی کرنے، دانہ نکالنے، پیسنے، پکانے کی محنت میں مبتلا ہو اور چونکہ عورت کا

شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ

ہمیشہ جینے کا پیڑ ف۱۷۹ اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے ف۱۸۰ تو ان دونوں نے اس میں سے کھالیا اب ان پر ان کی شرم کی چیزیں ظاہر ہوئیں ف۱۸۱ اور

طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾

جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے ف۱۸۲ اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اسکی راہ نہ پائی ف۱۸۳

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا

پھر اسے اس کے رب نے چن لیا تو اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی اور اپنے قربِ خاص کی راہ دکھائی فرمایا کہ تم دونوں مل کر جنت سے اُترو

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ

تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے پھر اگر تم سب کو میری طرف سے ہدایت آئے ف۱۸۴ تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا

فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً

وہ نہ بہکے ف۱۸۵ نہ بدبخت ہو ف۱۸۶ اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا ف۱۸۷ تو بے شک اس کے لیے تنگ

ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْۤ اَعْمٰى

زندگانی ہے ف۱۸۸ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے کہے گا اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا

وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ

میں تو انکھیارا (دیکھنے والا) تھا ف۱۸۹ فرمائے گا یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں ف۱۹۰ تو نے اُنھیں بھلادیا اور ایسے ہی

نفقہ مرد کے ذمہ ہے اس لیے اس تمام محنت کی نسبت صرف حضرت آدم علیہ السلام کی طرف فرمائی گئی۔ **ف۱۷۸** ہر طرح کا عیش و راحت جنت میں موجود ہے کسب و محنت سے بالکل امن ہے۔ **ف۱۷۹** جس کو کھا کر کھانے والے کو دائمی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ **ف۱۸۰** اور اس میں زوال نہ آئے۔ **ف۱۸۱** یعنی بہشتی لباس ان کے جسم سے اتر گئے۔ **ف۱۸۲** ستر چھپانے اور جسم ڈھکنے کے لیے۔ **ف۱۸۳** اور اس درخت کے کھانے سے دائمی حیات نہ ملی پھر حضرت آدم علیہ السلام توبہ و استغفار میں مشغول ہوئے اور بارگاہ الٰہی میں سید عالم صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے وسیلہ سے دعا کی۔ **ف۱۸۴** یعنی کتاب اور رسول۔ **ف۱۸۵** یعنی دنیا میں۔ **ف۱۸۶** آخرت میں کیونکہ آخرت کی بدبختی دنیا میں طریق حق سے بہکنے کا نتیجہ ہے تو جو کوئی کتاب الٰہی اور رسول برحق کا اتباع کرے اور ان کے حکم کے مطابق چلے وہ دنیا میں بہکنے سے اور آخرت میں اس کے عذاب و وبال سے نجات پائے گا۔ **ف۱۸۷** اور میری ہدایت سے روگردانی کی۔ **ف۱۸۸** دنیا میں یا قبر میں یا آخرت میں یا دین میں یا ان سب میں دنیا کی تنگ زندگانی یہ ہے کہ ہدایت کا اتباع نہ کرنے سے عملِ بد اور حرام میں مبتلا ہو یا قناعت سے محروم ہو کر گرفتارِ حرص ہو جائے اور کثرتِ مال و اسباب سے بھی اس کو فراغ خاطر (بے فکری) اور سکونِ قلب میسر نہ ہو، دل ہر چیز کی طلب میں آوارہ ہو اور حرص کے غموں سے کہ یہ نہیں وہ نہیں، حال تاریک اور وقت خراب رہے اور مومن متوکل کی طرح اس کو سکون و فراغ حاصل ہی نہ ہو جس کو حیات طیبہ کہتے ہیں قَالَ تَعَالٰی: فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے) اور قبر کی تنگ زندگانی یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ کافر پر ننانوے اژدہے اس کی قبر میں مسلط کئے جاتے ہیں۔ **شانِ نزول:** حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: یہ آیت اسود بن عبد العزیٰ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی اور قبر کی زندگانی سے مراد قبر کا اس سختی سے دبانا ہے جس سے ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آجاتی ہیں اور آخرت میں تنگ زندگانی جہنم کے عذاب ہیں جہاں زقوم (تھوہڑ) اور کھولتا پانی اور جہنمیوں کے خون اور ان کے پیپ کھانے پینے کو دی جائے گی اور دین میں تنگ زندگانی یہ ہے کہ نیکی کی راہیں تنگ ہو جائیں اور آدمی کسب حرام میں مبتلا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ بندے کو تھوڑا ملے یا بہت اگر خوف خدا نہیں تو اس میں کچھ بھلائی نہیں اور یہ تنگ زندگانی ہے۔ (تفسیر کبیر و خازن و مدارک وغیرہ) **ف۱۸۹** دنیا میں۔ **ف۱۹۰** تو ان پر

الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ

آج تیری کوئی خبر نہ لے گا ف۱۹۱ اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جو حد سے بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے

وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور سب سے دیرپا ہے تو کیا انہیں اس سے راہ نہ ملی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی

مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ ع

سنگتیں (قومیں) ہلاک کردیں ف۱۹۲ کہ یہ ان کے بسنے کی جگہ چلتے پھرتے ہیں ف۱۹۳ بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ف۱۹۴

ع ۱۳/۱۶

وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ؕ ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ

اور اگر تمہارے رب کی ایک بات نہ گزر چکی ہوتی ف۱۹۵ تو ضرور عذاب انہیں ف۱۹۶ لپٹ جاتا اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ ٹھہرایا ہوا ف۱۹۷ تو ان کی

عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ

باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کو سراہتے (تعریف کرتے) ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے ف۱۹۸ اور اس کے

غُرُوْبِهَا ۚ وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾

ڈوبنے سے پہلے ف۱۹۹ اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو ف۲۰۰ اور دن کے کناروں پر ف۲۰۱ اس امید پر کہ تم راضی ہو ف۲۰۲

وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ

اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اسکی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لیے دی ہے جیتی دنیا کی

الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَ اْمُرْ اَهْلَكَ

تازگی ف۲۰۳ کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں ف۲۰۴ اور تیرے رب کا رزق ف۲۰۵ سب سے اچھا اور سب سے دیرپا ہے اور اپنے گھر والوں

ایمان نہ لایا اور ف۱۹۱ جہنم کی آگ میں جلا کرے گا۔ ف۱۹۲ جو رسولوں کو نہیں مانتی تھیں۔ ف۱۹۳ یعنی قریش اپنے سفروں میں ان کے دیار (مکانات و بستیوں) پر گزرتے ہیں اور ان کی ہلاکت کے نشان دیکھتے ہیں۔ ف۱۹۴ جو عبرت حاصل کریں اور سمجھیں کہ انبیاء کی تکذیب اور ان کی مخالفت کا انجام برا ہے۔ ف۱۹۵ یعنی یہ کہ امت محمد مصطفٰے صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے عذاب میں تاخیر کی جائے گی۔ ف۱۹۶ دنیا ہی میں ف۱۹۷ یعنی روزِ قیامت۔ ف۱۹۸ اس سے نمازِ فجر مراد ہے۔ ف۱۹۹ اس سے ظہر و عصر کی نمازیں مراد ہیں جو دن کے نصف آخر میں آفتاب کے زوال و غروب کے درمیان واقع ہیں۔ ف۲۰۰ یعنی مغرب و عشا کی نمازیں پڑھو۔ ف۲۰۱ فجر و مغرب کی نمازیں ان کی تاکیداً تکرار فرمائی گئی اور بعض مفسرین قبلِ غروب سے نمازِ عصر اور اطرافِ نہار سے ظہر مراد لیتے ہیں، ان کی توجیہ یہ ہے کہ نماز ظہر زوال کے بعد ہے اور اس وقت دن کے نصفِ اول اور نصفِ آخر کے اطراف ملتے ہیں۔ نصف اول کی انتہا ہے اور نصف آخر کی ابتدا۔ (مدارک و خازن) ف۲۰۲ اللہ کے فضل و عطا اور اس کے انعام و اکرام سے کہ تمہیں امت کے حق میں شفیع بنا کر تمہاری شفاعت قبول فرمائے اور تمہیں راضی کرے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے)۔ ف۲۰۳ یعنی اصناف و اقسام کفار یہود و نصارٰی وغیرہ کو جو دنیوی ساز و سامان دیا ہے مؤمن کو چاہئے کہ اس کو استحسان و اعجاب (تعجب و اچھائی) کی نظر سے نہ دیکھے۔ حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ نافرمانوں کے طُمطُراق (شان و شوکت، ٹھاٹ باٹ) نہ دیکھو لیکن یہ دیکھو کہ گناہ اور معصیت کی ذلت کس طرح ان کی گردنوں سے نمودار ہے۔ ف۲۰۴ اس طرح کہ جنتی ان

بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ

کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ف۲۰۶ ہم تجھے روزی دیں گے ف۲۰۷ اور انجام کا بھلا

لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا

پرہیزگاری کے لیے اور کافر بولے یہ ف۲۰۸ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے ف۲۰۹ اور کیا انھیں اس کا بیان نہ آیا جو

فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا

اگلے صحیفوں میں ہے ف۲۱۰ اور اگر ہم انھیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ف۲۱۱ ضرور کہتے

رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ

اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل

وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ

و رسوا ہوتے تم فرماؤ سب راہ دیکھ رہے ہیں ف۲۱۲ تو تم بھی راہ دیکھو تو اب جان جاؤ گے ف۲۱۳ کہ کون ہیں

الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع

سیدھی راہ والے اور کس نے ہدایت پائی

ع ۸ ۱۷

پر نعمت زیادہ ہواتنی ہی ان کی سرکشی اور ان کا طُغیان بڑھے اور وہ سزائے آخرت کے سزاوار ہوں۔ ف۲۰۵ یعنی جنت اور اس کی نعمتیں ف۲۰۶ اور اس کا مکلّف نہیں کرتے کہ ہماری خلق کو روزی دے یا اپنے نفس اور اپنے اہل کی روزی کا ذمہ دار ہو بلکہ ف۲۰۷ اور انہیں بھی، تو روزی کے غم میں نہ پڑ، اپنے دل کو امرِ آخرت کے لیے فارغ رکھ کہ جو اللہ کے کام میں ہوتا ہے اللہ اس کی کارسازی کرتا ہے۔ ف۲۰۸ یعنی سید عالم صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ف۲۰۹ جو ان کی صحتِ نبوت پر دلالت کرے، باوجودیکہ آیاتِ کثیرہ آچکی تھیں اور معجزات کا متواتر ظہور ہو رہا تھا پھر کفار ان سب سے اندھے بنے اور انہوں نے حضور کی نسبت یہ کہہ دیا کہ آپ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے؟ اس کے جواب میں اللہ تبارک وتعالٰی فرماتا ہے: ف۲۱۰ یعنی قرآن اور سید عالم کی بشارت اور آپ کی نبوت و بعثت کا ذکر یہ کیسی اعظم آیات ہیں! ان کے ہوتے ہوئے اور کسی نشانی کی طلب کرنے کا کیا موقع ہے! ف۲۱۱ روز قیامت ف۲۱۲ ہم بھی اور تم بھی۔ **شانِ نزول:** مشرکین نے کہا تھا کہ ہم زمانہ کے حوادث اور انقلاب کا انتظار کرتے ہیں کہ کب مسلمانوں پر آئیں اور ان کا قصہ تمام ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ تم مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا انتظار کر رہے ہو اور مسلمان تمہارے عقوبت (انجام) و عذاب کا انتظار کر رہے ہیں۔ ف۲۱۳ جب خدا کا حکم آئے گا اور قیامت قائم ہوگی۔